امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 05 مورخہ ۸/ جمادیٰ الثانی ۱۴۴۱ھ مطابق ۳/ فروری ۲۰۲۰ء روز سوموار

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ حضرت مولانا مفتی حسین احمد قاسمی
■ جنگ آزادی اور مسلم مجاہدین
■ بدڈالو حکمرانوں کا مزاج
■ دین کی قدر و قیمت پیدا کیجئے
■ ہندو مسلم اتحاد کے علمبردار ٹیپو سلطان
■ شہریت ترمیمی قانون اور............
■ عالمی عدالت انصاف کا فیصلہ

مصیبت وآزمائش

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مسلمان وہ امت ہے جسے قرآن کریم میں خیر امت اور وسط امت سے تعبیر کیا گیا ہے، خیر امت تو اس لیے کہ یہ لوگوں کے لیے برپا کی گئی ہے، بھلائی کا حکم دیتی ہے اور بُرائی سے روکنے کا کام کرنے والی امت ہے، اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتی ہے، جس کی وجہ سے اس کی زندگی بے لگام نہیں ہوتی، وہ خود بھی عمل صالح کرتی ہے، اور لوگوں کو بھی اللہ کی طرف بلاتی رہتی ہے اور وسط امت اس لیے کہ اس کی زندگی افراط وتفریط سے پاک، معتدل اور متوازی ہوتی ہے، اس صفت خاص کی وجہ سے یہ امت دوسری امتوں کے لیے قیامت میں شاہد بنے گی اور رسول اس امت کی گواہی دیں گے، قرون اولیٰ کے مسلمان اپنی انہیں خصوصیات کی وجہ سے دوسری امتوں سے ممتاز تھے، اور اللہ کی نصرت ومدد ان کے پہلو بہ پہلو چلا کرتی تھی، وہ قلیل ہوکر بھی کثیر پر غالب ہوجاتے تھے، ملکوں ملکوں پھیل کر انہوں نے ایمان وعمل صالح کو عام کیا اور گھر گھر اسلامی اقدار پہونچا کر دم لیا، تابعین اور تبع تابعین کے دور میں اس کردار میں کچھ کمی ضرور آئی لیکن اس کے باوجود خیر کا غلبہ تھا اور مسلمان بڑی حد تک اپنی پرانی روش پر قائم تھے۔

پھر حالات بدلتے گیے، ہماری پختہ خیالی باقی نہ رہی، نتیجہ یہ ہوا کہ ہم مصیبت میں گرفتار ہوئے، دوسری قوموں نے ہم پر غلبہ پالیا اور وہ اب ہندوستان ہی نہیں پوری دنیا میں ہم پر ٹوٹے پڑ رہے ہیں، ہمارے اندر ''وہن'' یعنی دنیا کی محبت اور موت سے نفرت پیدا ہوگئی، قرآن کریم میں اس فساد و بگاڑ کا سبب خود ہمیں کو قرار دیا گیا، اور اس کا مقصد اپنی بداعمالی اور بے عملی کے نتائج کو دیکھنا، سمجھنا اور جاننا ہے، اللہ رب العزت نے یہ بھی فرمایا کہ جو مصیبتیں آتی ہیں یا آئی ہیں یہ تمہارے ہاتھوں کی کمائیاں ہیں اور یہ مصیبت اس حالت میں ہے جب اللہ بہت سارے گناہوں کو معاف کرتا رہتا ہے۔

لیکن اس حقیقت کو جاننے اور سمجھنے والے ان دنوں بہت کم ہیں، جب یہ بات ان کے درمیان کہی جاتی ہے تو ان کا خیال اپنی بدعملی اور بے عملی کے محاسبہ کی طرف نہیں جاتا؛ بلکہ ان کا ذہن اس طرف جاتا ہے کہ اگر بداعمالی ہی ہماری مصیبتوں کی وجہ ہے تو پھر وہ لوگ جو اہل اللہ تھے، اللہ کے منظور نظر تھے، محبوب بارگاہ سبحانی تھے، راضی برضائے الٰہی تھے، اور جن سے اللہ نے بھی راضی ہونے کا اعلان کر دیا تھا، وہ کیوں مصیبت میں مبتلا ہوئے اور احوال ان پر کیوں طاری ہوئے اور احوال بھی ایسے جس کا تصور بھی آج کل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس سوچ کی وجہ سے وہ اپنے دل کو مطمئن کرتے رہتے ہیں کہ ایسا کچھ نہیں ہے، احوال سب پر آتے ہیں، ہمارے اوپر بھی آتے ہیں اور جیسے ان کے اوپر احوال دائمی نہیں رہے، ہم کو بھی اس سے نجات مل جائے گی، اللہ رب العزت کی ذات سے اس قسم کی امید لگانا بُرا نہیں ہے، بلکہ اچھی بات ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے اور واقعہ یہ ہے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس تو کفار ہی ہوا کرتے ہیں۔

اس کے باوجود ہمیں اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ قرآن کریم میں احوال کے بارے میں دو الفاظ آئے ہیں، ایک مصیبت اور دوسرے ابتلاء یعنی آزمائش، ابتلاء وآزمائش سے وہ لوگ گذرتے ہیں، جو اللہ سے قریب ہیں، اس کا مقصد ان کی قربت کے مقام ومرتبہ کو عام انسانوں پر واضح کرنا ہوتا ہے، اللہ رب العزت نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ابتلاء کا لفظ استعمال کیا اور بتایا کہ اللہ نے انہیں چند چیزوں کے ذریعہ آزمایا اور وہ اس آزمائش میں پورے اترے، یہ آزمائشیں جن چیزوں کے ذریعہ ہوا کرتی ہیں ان کا ذکر بھی قرآن کریم میں موجود ہے، کبھی خوف ودہشت میں مبتلا کیا جاتا ہے، کبھی فاقہ کشی کی نوبت آتی ہے، کبھی جان کے لالے پڑتے ہیں، اور کبھی مال ودولت فصلوں اور پھلوں پر آفت آجاتی ہے، کبھی اہل کتاب اور مشرکین سے سخت وسست سننا پڑتا ہے، جس سے سخت تکلیف پہونچتی ہے، یہ آزمائشیں ہر دور میں ہوتی رہی ہیں تاکہ پتہ چلے کہ عمل کے اعتبار سے بہتر کون ہے، جو لوگ ان آزمائشوں میں کھرے اترے، ان کے لیے اللہ کی نصرت ومدد کے دروازے کھولے گیے اور ایسا نہیں کہ یہ طریقہ اب موقوف ہے، (بقیہ صفحہ ۱۰/ پر)

جد وجہد

''ہر انسان ایک چلتی پھرتی کتاب ہوتا ہے، بس ہم پڑھنے کی زحمت نہیں کرتے، کیوں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ علم صرف کتابوں سے حاصل کیا جاتا ہے، حالاں کہ زندگی گذارنے کے اصل اصول تو ہم انسانوں، اوران کے رویوں سے سیکھتے ہیں، بعض سبق تو اس میں ایسے ملتے ہیں کہ ساری ڈگریاں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں، مثلاً مولانا آزاد کی یہ سیکھ کہ غصہ اور قانون دونوں بڑے سمجھدار ہیں، کمزور کو دباتے ہیں اور طاقتور سے دب جاتے ہیں۔''

(حاصل مطالعہ)

امتِ دعوت

بین السطور

صلہ رحمی اور رشتوں کے احترام کی تاکید اسلامی احکام کا اہم حصہ ہے، بھائی بہن، شوہر بیوی، والدین، بیٹے بیٹیاں اور دوسرے اعز واقربا کے سلسلہ میں ہمیں یہ احکام یاد بھی رہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ مغرب کی طرح یہاں خاندان ٹوٹتے بکھرتے نہیں ہیں، اور دور دراز کے رشتوں کو بھی یاد رکھا جاتا ہے، یقیناً ہمارے یہاں بھی اس معاملہ میں کمی آئی ہے، لیکن ہم نے مغرب کی نقالی میں ان تعلقات کو ابھی پیچھے نہیں چھوڑا ہے، یہ ایک اچھی بات ہے اور اس کو مستحکم اور پائیدار بنانے کے لیے مزید کوشش کرنی چاہیے، یہ اسلامی تقاضہ بھی ہے، اور ایمانی مطالبہ بھی۔

ان رشتوں کے علاوہ بھی ایک رشتہ ہے، یہ رشتہ ہندوستان کی دیگر اقوام وملل کے ساتھ مسلمانوں کا ہے، ان رشتوں کے بارے میں بھی ہمیں حساس ہونے کی ضرورت ہے، ہندوستان ہی نہیں پوری دنیا میں دیگر مذاہب کے جو لوگ ہیں، یا جو خدا بیزار ہیں، کسی دین کو نہیں مانتے ہیں، ان تمام سے بھی ہمارا رشتہ بھائی بھائی کا ہے، ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ تمام انسان آدم وحوا کی اولاد ہیں اور ہم سب کے جد امجد حضرت آدم ہی ہیں، اس لیے یہ رشتہ ایک دوسرے کے تئیں انسانی ہمدردی، ایک دوسرے کی معاونت اور مشترکہ معاملات میں رواداری پر مبنی ہونا چاہیے، ہم ایک ایسے سماج میں ان رشتوں کو پروان چڑھائے بغیر زندگی نہیں گذار سکتے جہاں ہمیں ہر ہر قدم پر دوسرے مذاہب والوں کا ساتھ ہے، اس معاملہ میں بقائے باہم کے اصول کو سامنے رکھنا چاہیے، ظلم وستم کی گرم بازاری سب کے یہاں ناپسندیدہ، حق مارنا سب کے یہاں مذموم اور ناپسندیدہ ہے، سیرت مبارکہ میں ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیے، اس کے لئے واضح اشارات موجود ہیں، حلف الفضول اور میثاق مدینہ کی بنیاد پر غیر مسلموں سے تعلقات استوار کرنا چاہیے، ان کی خوشی وغمی میں شرعی حدود کو سامنے رکھ کر شریک ہونا چاہیے، اعلیٰ اخلاقی اقدار کے فروغ اور ترویج واشاعت میں ان کو ساتھ لینا چاہیے اس سے غیر مسلم سماج کے دلوں سے ان وساوس اور خدشات کو دور کیا جاسکے گا جو فرقہ پرست لوگوں نے غلط طور پر ان کے ذہن ودماغ میں ڈال رکھا ہے۔

یہ تعلقات استوار ہوں گے تو ان لوگوں سے جو ہمارا دوسرا رشتہ داعی اور مدعو کا ہے، اس رشتے کو حقیقت کا روپ دینا ممکن ہوسکے گا، واقعہ یہ ہے کہ مسلمان ایک داعی قوم ہے اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دور لوگوں تک اللہ کا پیغام پہونچائے۔ انہیں بتائیں کہ زندگی گذارنے کا وہی طریقہ مکمل ہے جو اللہ کے رسول نے ہمیں بتایا ہے، دنیا کے تمام مسائل ومشکلات کا حل اسلام میں موجود ہے، ظاہر ہے دعوت کے اس کام کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے دل میں مدعو قوم کے لیے محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر موجزن ہو، ہم ان سے نفرت نہ کریں اس لیے کہ مرض کفر ہے، وہ قابل نفرت ہے، لیکن مریض قابل نفرت نہیں ہوتا، ایک اچھے ڈاکٹر کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ مریض سے نفرت نہ کرے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مدعو قوم سے اس قدر محبت کرتے تھے، انہیں ایمانی راستے پر لانے کے لیے اتنا کڑھتے رہتے تھے۔ قلب مبارک میں ایسی درد وکسک تھی کہ قرآن نے اس کا نقشہ کھینچتے وقت کہا کہ کیا آپ اپنے کو ہلاک کر ڈالیں گے اگر وہ قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے؛ داعی کے دل میں جب ایسی تڑپ مدعو کے بارے میں پیدا ہوتی ہے تو دعوت کا کام آگے بڑھتا ہے، ہندوستان میں دعوت دین کے بڑے مواقع ہیں، تکثیری سماج کے ظلم وستم سے پریشان دلتوں، ہریجنوں اور کمزور طبقات؛ بلکہ یہاں کی اکثریت کو اس پیغام ربانی کی ضرورت ہے، جو انسانی مسائل کے حل کی اس دنیا میں اول وآخر شکل ہے، مدعو اقوام وملل سے ہماری دوری دعوت کے اس امکانات کو ختم کررہی ہے، دوریاں بڑھ رہی ہیں، مجھے خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ مٹھی بھر لوگ ہندوستان میں ایسے ہیں جو نفرت کی فصل کاٹنے پر یقین رکھتے ہیں، وہ یہاں کی تہذیب وثقافت اور گنگا جمنی تہذیب کو ختم کرنے (بقیہ صفحہ ۱۰/ پر)

بلا تبصرہ

''وزیر اعظم کی یہ بات درست ہے کہ تشدد کوئی حل نہیں ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ جو حل ہے اس سمت میں کوئی پہل کیوں نہیں ہو پا رہی ہے، سوال یہ بھی ہے کہ پہل کس کی طرف سے ہونی چاہیے، ظاہر ہے حل نکالنے کی ذمہ داری اسی کی ہے جو حکومت پر قابض ہے، وہ لوگ تو حل نہیں نکال سکتے، جو سرکار کے قدموں یا مجوزہ اقدام کے سلسلے میں سڑکوں پر اترے ہیں، جمہوریت عوام کی رائے سے چلتی ہے، اور اس کی کسوٹی یہی ہے کہ عوام کے شکوک وشبہات دور کیے جائیں۔''

(اداریہ راشٹریہ سہارا ہندی ۲۸/ جنوری ۲۰۲۰ء)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

فتح مبین

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح عطا کی ہے، تاکہ اللہ آپ کی اگلی پچھلی بھول چوک کو معاف کردیں، آپ پر اپنی نعمت پوری فرمادیں اور آپ کو سیدھے راستہ پر چلاتے رہیں اور اللہ آپ کی بھرپور زبردست مدد فرمائیں۔(سورہ فتح ۳)

مطلب:۔ مفسرین نے اس آیت کے نزول کا پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ذیقعدہ ۶ھ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چودہ سو صحابہ کے ساتھ عمرہ کے لئے مدینہ سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے، جب قریش کو اس کی خبر ملی تو اس نے آپ کو ایک جمعیت کے ساتھ مکہ داخل ہونے سے روک دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفیر کو قریش کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ہم صرف عمرہ ادا کرنے آرہے ہیں، جنگ کی بالکل نیت نہیں ہے، چنانچہ قریش نے بھی اپنا ایک سفیر بھیجا، ان کے نمائندوں کے ذریعہ چند معاہدے طے پائے جو بظاہر مسلمانوں کے خلاف اور اہل مکہ کے حق میں محسوس ہوتے تھے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دعوت دین کی مصلحت تھی کہ اس طرح صلح وامن کے ماحول میں مکہ والوں کو اسلام کے سمجھنے کا موقع ملے گا اور اس کی کشش ان کے دلوں کو فتح کرلے گی، اور آخر کار یہی ہوا کہ صرف دو سال گذرنے کے بعد ۸ھ میں مکہ فتح ہوگیا، حدیبیہ سے واپسی کے موقع پر یہ سورہ نازل ہوئی اور اس میں صلح حدیبیہ کو کھلی ہوئی عظیم فتح قرار دیا گیا، جس کے نتیجہ میں اسلام کی دعوت اور مقبولیت کی رفتار تیزی سے بڑھی اور اللہ نے پیشین گوئی کردی کہ صحابہ اس صلح کے غم کو بھول جائیں، ہم نے تمہارے لئے فتح مکہ مقدر کردی ہے، گویا صلح حدیبیہ تمہید تھی جس سے اسلامی فتوحات کا دروازہ کھلے گا، اللہ نے اس فتح کی اطلاع دینے کے بعد چار باتوں کا ذکر فرمایا، اول یہ کہ اللہ نے آپ کے اور آپ کے رفقاء کے اگلے پچھلے گناہوں کو معاف کردیا، دوم یہ کہ آپ پر اپنی نعمت پوری کردی، تیسرے یہ کہ آئندہ مسلمانوں کو اپنے دین پر قائم رہنے اور اس پر عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہے گی اور مسلمان اللہ کی ہدایت کے مطابق آزادی کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہیں گے اور چوتھے یہ کہ اللہ کی بھرپور مدد ہوتی رہے گی اور آئندہ تمام اسلام دشمنوں کی طاقت ٹوٹ کر رہ جائے گی جس کو دنیا نے دیکھ لیا کہ ان کی تعداد گھٹتی گئی اور مسلمانوں کی تعداد بڑھتی گئی اور ان کی اجتماعی اور مالی حالت بھی پہلے سے بہتر ہوئی، عہد نبوت سے لے کر اب تک تاریخ کے ہر دور میں اسلام کی روشنی پھیلتی رہی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک پھیلتی رہے گی، جو لوگ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کررہے ہیں ان کی سازشیں ماضی میں بھی ناکام ہوئی ہیں اور یقین رکھئے کہ مستقبل میں بھی ناکام ہوں گی، ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین، اللہ کی خفیہ تدبیریں سب سے بہتر ہے، مگر شرط یہ ہے کہ ہمارا اللہ سے رشتہ مضبوط ومستحکم ہو، جب بندے کا تعلق مع اللہ مضبوط ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتے، اللہ ہمارا حامی ومددگار ہے۔

دو بری خصلتیں

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن میں تمام خصلتیں پائی جاسکتی ہیں، سوائے خیانت اور جھوٹ کے (یعنی خیانت اور جھوٹ مومن میں نہیں پائی جاسکتی) (رواہ احمد)

وضاحت:۔ جب کسی قوم یا فرد میں کسی طرح کی بری خصلتیں اور عادتیں عام ہوجاتی ہیں تو وہ پوری قوم کے لئے تباہی وبربادی کا سبب بن جاتی ہیں، اس لئے دنیا کے ہر مہذب معاشرہ میں بری عادتوں کو ناپسند سمجھا گیا اور اسلام جو کہ ایک عالمگیر دائمی مذہب ہے، اس نے تو ان برائیوں کے قریب جانے سے بھی منع کیا، کیونکہ اس سے دینی اور دنیاوی ترقیوں کی راہیں مسدود ہوجاتی ہیں، اور اقبال مندی کا دروازہ بند ہوجاتا ہے، انہیں بنیادوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن میں تمام خصلتیں پائی جاسکتی ہیں لیکن وہ خیانت اور دروغ گو نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ دونوں اخلاقی رذائل ذلت ورسوائی کا سبب بنتے ہیں، مثلاً کسی کے پاس کوئی چیز امانت رکھی تھی آپ نے اس میں بیجا تصرف کردیا، یا مانگنے پر واپس نہ کیا تو اس کے نتیجہ میں لڑائی جھگڑے شروع ہوں گے، پھر لوگوں میں آپ کا وقار واعتبار مجروح ہوگا، اسی طرح کسی کی پوشیدہ باتوں کو بلاوجہ دوسروں پر ظاہر کرنا، یا اپنے ذمہ کاموں کو ایمانداری سے انجام نہ دینا یہ بھی ایک قسم کی خیانت وبددیانتی ہے۔ بہت سے لوگ دل میں کچھ رکھتے ہیں اور زبان سے کچھ کہتے ہیں، یہ بھی خیانت ہے، اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت کاری اور سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کو بھی جانتا ہے کہ بندہ کس طرح خیانت کا مرتکب ہورہا ہے، خیانت کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ کسی جماعت میں شامل ہوکر خود اسی جماعت کو جڑ سے کمزور کرنے کی فکر میں لگے رہنا یہ تو بدترین قسم کی خیانت ہے کہ جماعت کے سربراہ نے آپ پر اعتماد کیا اور آپ ادارہ کو نقصان پہونچانے میں لگے ہوئے ہیں، ایسے افراد کہیں بھی کامیاب نہیں ہوسکتے، اس قسم کی گھٹیا حرکتوں سے ہر شخص کو گریز کرنا چاہئے، اسی طرح جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے، کیونکہ اس کی وجہ سے انسان بیسیوں قسم کی دوسری برائیوں میں مبتلا ہوجاتا ہے، حتی کہ وعدہ خلافی وبے ایمانی تک پہونچ جاتا ہے، پھر انسان کا وقار ووزن ہلکا ہوجاتا ہے، اس کی بات بے اعتبار ہونے لگتی ہے اور ہر شخص یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اس کا سچ جھوٹ برابر ہے، اس کی وجہ سے اس کی ذلت ورسوائی ہونے لگتی ہے، بہت لوگ خوش گپی کے موقع پر محض لطف صحبت کے لئے جھوٹ بولتے ہیں، یا دوسروں کی باتوں کو بلاتحقیق ادھر ادھر کہتے پھرتے ہیں، یہ بھی جھوٹ کی ایک قسم ہے، ایسا شخص بے اعتبار سمجھا جاتا ہے، اور سوسائٹی میں اس کی بات کی کوئی قدر نہیں ہوتی، اس لئے ان تمام گھٹیا حرکتوں سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے، ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے تین باتوں کا ذمہ لو تو میں تمہارے لئے جنت کا ذمہ لیتا ہوں، جب بولو سچ بولو اور جب وعدہ کرو تو پورا کرو اور جب امین بنو تو خیانت نہ کرو، اگر مسلم معاشرہ کا ہر فرد سنت وشریعت کو مشعل راہ بنالے اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کو فروغ دینے لگے تو ہر شخص امن وسکون کی زندگی بسر کرے گا اور ترقی وخوشحالی سے ہمکنار رہوگا۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

قنوت نازلہ کا ثبوت:

قنوت نازلہ کیا ہے، کن حالات میں پڑھی جاتی ہے، اس کا ثبوت کتاب وسنت سے ہے یا نہیں؟

الجـــــواب وبا للّٰہ التـــــــوفیق

قنوت نازلہ ایک دعا ہے جو مظلومین کے حق میں خیر وعافیت اور ظالمین کے حق میں بربادی وہلاکت پر مشتمل ہوتی ہے، یہ دعا اس وقت پڑھی جاتی ہے جب کفار ومشرکین کے ظلم وستم سے مسلمان سخت مصیبت وپریشانی میں مبتلا ہوں۔ ''وَاِنْ نَزَلَ بِالْمُسْلِمِیْن نَازِلَۃٌ قَنَتَ الِامَامُ فِی صَلَاۃِ الْجَھْرِ (شامی:۴۴۹/۲)

قنوت نازلہ کا پڑھنا صحیح ومعتبر روایات سے ثابت ہے چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں ہجرت کے موقع پر جب کمزور مسلمان مکہ میں رہ گئے اور ان پر طرح طرح کی ایذائیں پہونچائی جانے لگیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت نازلہ میں ظالموں کا نام لے لے کر بددعا فرمائی، اور مظلوموں کا نام لے لے کر دعا فرمائی، اسی طرح بیئر معونہ کے موقع پر جب ستر قراء صحابہ کو دھوکہ دے کر شہید کردیا گیا تو اسوقت ایک مہینہ تک مسلسل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت نازلہ پڑھی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک نمازِ فجر میں قنوت پڑھی، جس میں آپ نے عرب کے بعض قبیلوں؛ رِعْل، ذکوان، عُصَیَّہ اور بنی لحیان کے خلاف بددعا فرمائی۔(بخاری شریف)

عن سالم عن ابیه انه سمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اذارفع رأسه من الرکوع من الرکعة الأخرة من الفجریقول: اللّٰھم العن فلانا وفلانا وفلانا، بعد مایقول سمع اللّٰہ لمن حمده، ربناولک الحمد، کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یدعو علی صفوان بن امیه وسھیل بن عمرو والحارث بن ھشام (صحیح البخاری کتاب المغازی:۵۸۲/۲)

ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قنت شھرافی صلٰوۃ الصبح یدعو علی احیاء من احیاء العرب علی رعل وذکوان وعصیة ولحیان ...اولٰئک السبعین من الانصار قتلوابئر معونة (صحیح البخاری کتاب المغازی۵۸۶/۲)(مستفاد فتاوی قاسمیہ:۱۵۳/۸)

قنوتِ نازلہ جنگ کے ساتھ مخصوص نہیں؛ بلکہ جب بھی مسلمانوں پر کوئی مصیبت آجائے یا فتنے میں مبتلا ہوں تو اسے پڑھا جائے۔(خیر الفتاویٰ۲/۲۸۸)

جب کوئی عام مصیبت پیش آئے تو مصیبت کے زمانے تک قنوتِ نازلہ پڑھنا جائز ہے، لہٰذا مسلمانوں کو ضرورت کے وقت اس سنت پر عمل کرنا چاہیے اور قنوتِ نازلہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ توبہ واستغفار کی کثرت، ظلم وزیادتی اور فسق وفجور اور ہر قسم کے گناہوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

قنوت نازلہ میں دعا:

قنوت نازلہ کس نماز میں اور کیسے پڑھی جائے گی اور اس میں کون سی دعا ہے۔

الجـــــواب وبا للّٰہ التـــــــوفیق

قنوت نازلہ نماز فجر کی دوسری رکعت میں رکوع کے بعد قیام کی حالت میں انتہائی عجز وانکساری اور خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھی جائے گی، امام صاحب زور سے پڑھیں گے اور مقتدی حضرات دعائیہ کلمات پر آہستہ آہستہ آمین کہیں گے۔ والثناء والتعوذ والتسمیة والتامین وکونھن سرا وتحته فی الشامیة : ان الاسرار بھا سنة اخری (الدرالمختار، باب صفۃ الصلاۃ،۱۷۲/۲)

قنوت نازلہ سے چونکہ مظلوم ومقہور مسلمانوں کی نصرت وکامیابی اور سفاک وجابر دشمنوں کی ہلاکت وبربادی ہے اس لئے اس مقصد کو جو دعا بھی پورا کرے وہ مانگی جاسکتی ہے جیسا کہ علامہ نوویؒ مسلم شریف کی شرح میں فرماتے ہیں۔ والصحیح انه لایتعین فیه دعاء مخصوص بل یحصل بکل دعاء وفیه وجه انه لایحصل الا بالدعاء المشھور اللھم اھدنی فیمن ھدیت والصیح ان ھٰذا مستحب لاشرط (نووی علی مسلم:۲۳۷/۱)

عام طور پر قنوت نازلہ میں یہ دعاء پڑھی جاتی ہے۔

اللّٰھمَّ اھْدِنَا فِیْ مَنْ ھَدَیْتَ، وَعَافِنَا فِیْ مَنْ عَافَیْتَ، وَتوَلَّنَا فِیْ مَنْ تَوَلَّیتَ، وَبَارِکْ لَنا فِیْ مَا أَعْطَیْتَ، وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَیْتَ، فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضیٰ عَلَیْکَ، وانهُ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْت وَ لَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَّ، تبَارَکْتَ رَبَّنا وَتعَالَیْتَ. نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ إلَیْکَ، وَصَلَّی اللّٰہ عَلَی الْنَّبِیِّ الْکَرِیْمِ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِلْمُؤ مِنِیْنَ وَلِلْمُؤ مِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَ أَلِّفْ بَیْنَ قُلُوبِھِمْ، واصلح ذات بینھم، وَانْصُرْھُمْ عَلَی عَدُوِّکَ وَعَدُوِّھِمْ، اللّٰھم أَلْعِنِ الْکَفَرَۃَ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِکَ، وَ یُکَذِّبُوْنَ رُسُلَکَ، وَیُقَاتِلُوْنَ أَوْلِیَائِکَ. اَللّٰھُمَّ خَالِفْ بَیْنَ کَلِمَتِھِمْ، وَزَلْزِلْ أَقْدَامَھِمْ، ودَمِّرْ دِیَارِھُمْ، وَشَتِّتْ شَمْلِھِمْ، وَفَرِّقْ جَمْعَھُمْ، وَمَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزِّقٍ، اللّٰھُمَّ خُذْھُمْ أَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ، وَأَنْزِلْ بِھِمْ بَأْسَکَ الَّذِیْ لَا تَرُدُّہ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْن۔

یہ دعاء بھی صحیح ہے، اور حالات کے اعتبار سے دوسری دعاؤں کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 05 مورخہ ۸؍جمادی الثانی ۱۴۴۱ھ مطابق ۳؍فروری ۲۰۲۰ء روز سوموار

شاہین باغ

سی اے اے، ان آر سی، ان پی آر؛ نیز جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی علی گڈھ مسلم یونیورسیٹی علی گڈھ اور جواہر لال نہرو یونیورسٹی پر حملہ کے خلاف شاہین باغ دہلی میں خواتین کے ذریعہ جو دھرنا ۱۵؍دسمبر ۲۰۱۹ء سے شروع ہوا تھا، وہ ہنوز جاری ہے، پولس نے بجلیاں کاٹ دیں، کھانے پینے کی تیاری کی جگہ کو برباد کر دیا، ٹھنڈ سے بچنے کے سامان ضبط کر لیے، لیکن خواتین کے عزم وحوصلے کو وہ سرد نہیں کرسکی، یخ بستہ سرد راتوں میں بھی اللہ کے فضل سے اب تک کسی نے داعی اجل کو لبیک نہیں کہا اور نہ ہی کوئی زخمی ہوا، پولس نے بعض لوگوں کو گرفتار کیا، پھر رہا کر دیا، مقصد یہ تھا کہ دھرنا دینے والی خواتین میں خوف کا ماحول پیدا ہو جائے، لیکن یہ خواتین بھی شاہین کا جگر رکھتی ہیں اور ٹس سے مس ہونے کے لیے تیار نہیں ہیں، البتہ انہوں نے سماج کے لوگوں کو آمد ورفت میں جو دشواریاں ہو رہی تھیں اس کو دور کرنے کی غرض سے ایک حصہ کھولدیا ہے، گودی میڈیا ان کی زوردار مخالفت کو عوام تک نہیں پہونچا رہا ہے، لیکن سوشل میڈیا اس قدر سرگرم عمل ہے کہ پل پل کی خبریں لوگوں تک پہونچ رہی ہیں، اور ہر بڑے شہر میں ایک سے زائد شاہین باغ بنتا چلا جا رہا ہے، دہلی میں ہی مختلف جگہوں پر تیرہ شاہین باغ قائم ہو چکا ہے، پٹنہ میں ہی اب تک پانچ شاہین باغ بن چکے ہیں، جن میں امارت شرعیہ کے کارکنوں اور ذمہ داروں کی بھی حاضری پابندی سے ہو رہی ہے، تقریروں سے محفل گرم رہتی ہے، اور جوشیلی نظموں کی خواندگی کے ذریعہ جوش وولولہ بھرا جاتا ہے، یہی حال ملک کی دوسری ریاستوں کا ہے، رانچی میں حج ہاؤس کے سامنے خواتین بڑی تعداد میں دھرنے پر بیٹھی ہوئی ہیں، یہی حال آسنسول، گریڈیہہ، مظفر پور کے ماری پور اور چند وارہ کا ہے، جہاں خواتین دھرنے پر جمی ہوئی ہیں، الٰہ آباد، گیا، ناگ پور، پارک سرکس کولکاتہ، حیدرآباد اور لکھنؤ میں شاہین باغ کے طرز پر ہی دھرنے کا سلسلہ جاری ہے، اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی کی پولیس کے ظلم وستم کے باوجود یہ سلسلہ دن بدن دراز ہوتا جا رہا ہے، دوسرے ملکوں میں بھی یہ تحریک زور پکڑ رہی ہے اور ہندوستانی باشندوں میں اس قانون کے حوالہ سے بڑا جوش وخروش پایا جا رہا ہے، سپریم کورٹ نے ایک ماہ کی اور تاریخ سماعت کے لیے بڑھا دی تو ان میں اور جوش پیدا ہو گیا ہے، ہر جگہ مردوں کی ایک بڑی تعداد بھی مظاہرے میں شریک ہے اور ارادہ یہی ہے کہ ان کالے قوانین کی واپسی کے بعد ہی احتجاج، دھرنے اور مظاہرے کا سلسلہ بند ہوگا، جس تیزی سے یہ سلسلہ دراز ہوتا جا رہا ہے، اس سے سول نافرمانی کا سماں بنتا جا رہا ہے، اب تک چار ریاستوں نے اسمبلی میں ان کالے قوانین کے خلاف تجاویز پاس کرا کر مرکزی حکومت کو بھیج دیا ہے، کیرالہ اس میں سبقت لے گیا، پنجاب، راجستھان اور مغربی بنگال اسمبلیوں نے ان کی پیروی کی اور قرارداد منظور کر لیا ہے، بعض اور ریاستوں میں بھی اس سلسلے میں پیش قدمی ہو رہی ہے۔

دھیرے دھیرے ہمارے غیر مسلم بھائی بھی اس بات کو سمجھنے لگے ہیں کہ یہ قانون صرف مسلمانوں کے خلاف نہیں ہندو، سکھ، عیسائی، وغیرہ کے بھی خلاف ہے، سکھ تو بہت کھل کر مسلمانوں کے ساتھ آگیے ہیں، دلتوں اور پس ماندہ طبقات نے بھی اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ ان آر سی ان کو بھی ملک بدر کرنے کے لیے لایا گیا ہے، یا پھر اس کا مقصد منوسمرتی میں درج اصولوں کے مطابق ہندوؤں کو طبقاتی طور پر تقسیم کر کے حکومت برہمنوں کے حوالہ کرنا ہے، یہی وجہ ہے کہ پورے ملک میں دلت اور پس ماندہ آبادی اس تحریک کے ساتھ ہے، امارت شرعیہ گذشتہ آٹھ ماہ سے مسلسل اور مربوط انداز میں کام کر رہی ہے، اس لیے یہ سمجھ مسلمانوں میں پیدا ہو گئی ہے، یہ الگ بات ہے کہ احتجاج، مظاہرے اور دھرنے میں ان کی عملی شراکت کم دیکھی جا رہی ہے، ان کے لیڈران دھرنے کی جگہ پر جا کر زوردار تقریریں کر رہے ہیں، اگر وہ تھوڑی توجہ اس طرف بھی دیدیں کہ ان کے لوگ بھی عملی طور پر شریک ہوں تو یہ تحریک مزید مضبوط ہوگی، یہ ایک اچھی بات ہے کہ اب تک یہ تحریک صحیح رخ پر جا رہی ہے اور اسے مسلمان بنام ہندو بنانے کی ساری کوشش ناکام ہو گئی ہے، اگر تھوڑی محنت یہ لوگ کر دیں تو یہ تحریک ہندو بنام مرکزی حکومت بھی بن سکتی ہے، لوگوں کی نگاہیں ادے نارائن چودھری، اوپندر کشواہا، مانجھی وغیرہ پر ٹکی ہوئی ہیں، یہ سب متحد ہو کر کم سے کم مشترکہ منصوبوں پر کام کریں تو حکومت اس قانون کو واپس لینے یا مشورہ کر کے مناسب ترمیم کر سکتی ہے، اتحاد ہماری قوت ہے اور قوت مڑ جانے کا نام نہیں موڑ دینے کا نام ہے، اگر یہ سارے متحد ہو جائیں تو حکومت کو الٹے پاؤں واپس ہونا ہوگا اور یوٹرن لینا ہی ہوگا۔

مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی ہدایت کے مطابق امارت شرعیہ ہر اس آدمی اور پارٹی کے ساتھ ہے جو اس قانون کی واپسی کے لیے سرگرداں ہے اور جدوجہد میں لگا ہوا ہے، اور ساتھ ہونے کا مطلب محض زبان سے اظہار یکجہتی نہیں، بلکہ عملاً شرکت ہے، جیسا کہ اس کے پہلے مالے، راجد، اور بام سیف وغیرہ کے بند اور انسانی زنجیر بنانے میں ہماری حصہ داری رہی ہے، بلکہ کہنا چاہیے کہ ان کی کامیابی میں امارت شرعیہ نے اتنی سرگرمی سے حصہ لیا اور اس سے جڑے افراد واشخاص نے اس کو اس طرح کامیاب کیا کہ عام لوگوں کی نظر میں یہ امارت شرعیہ کی اپنی تحریک بن گئی، یہ سلسلہ آئندہ بھی دراز ہوگا اور اس قدر دراز ہوگا کہ اہل حکم کے سروں پر بجلی کڑکڑکڑ کنے لگے گی اور پھر ایک نیا سورج طلوع ہوگا، تاریکیاں دور ہوں گی اور فرمان الٰہی کے مطابق **لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا** کا ظہور ہوگا۔ طلوع صبح کی خاطر ہمیں بھی جاگتے رہنا ہوگا۔

ملک سے باہر بھی

سی اے اے کے حوالہ سے ملک کی مذہبی اور نسلی بنیادوں پر تفریق کی جو کوشش مرکزی حکومت نے کی ہے، اس کی عدم معقولیت ملک سے باہر کے لوگ بھی محسوس کرنے لگے ہیں، بہت سارے ملکوں میں اس قانون کے خلاف احتجاج اور مظاہرے ہو رہے ہیں، جن میں اب تک ہندوستانی نژاد ہی شریک ہوتے رہے ہیں، ان کا مطالبہ وہاں کی حکومت سے رہا ہے کہ وہ ہندوستان پر دباؤ بنا کر اس قانون کو واپس لینے پر مجبور کریں کیوں کہ یہ مسئلہ ہندوستان کا ہی نہیں انسانیت سے جڑا ہوا ہے اور اس قانون کے ذریعہ انسانی اقدار کو خطرہ میں ڈال دیا گیا ہے، احتجاج اور مظاہرے کی یہ آوازیں بیرون ملک اپنا اثر دکھانے لگی ہیں، اور یورپی یونین کے چوبیس ملکوں نے اس قانون کو امتیازی سلوک اور خطرناک طور پر سماج کو بانٹنے والا قرار دے کر اس کے خلاف قرارداد پیش کی ہے، جب کہ یورپی پارلیامنٹ کے ایک سو چون ارکان کی رائے میں یہ قانون دنیا میں سب سے بڑے انتشار کا ماحول پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ سات سو اکاون رکنی یورپی پارلیمان کے چھ سو اکاون ارکان کی غیر معمولی اکثریت نے اس قرارداد پر بحث کے لیے اپنی منظوری دی ہے، چنانچہ اب اس قرارداد پر بحث ہونی ہے، ہندوستان اسے ملک کا داخلی مسئلہ قرار دیتا ہے اس کی اس رائے کو یکسر مسترد بھی نہیں کیا جا سکتا، لیکن اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اگر یہ قرارداد یورپی یونین میں بحث کے بعد منظور ہو جاتی ہے تو بیرونی ممالک میں ہندوستان کی سیکولر اور جمہوری روایت کو نقصان پہونچے گا، اور سفارتی سطح پر اسے شرمندگی اٹھانی پڑے گی، اس لیے داخلی معاملہ ہونے کے باوجود حکومت کو ایسے اقدام کرنے چاہیے کہ ملک وبیرون ملک میں اس قانون کے بارے میں جو شکوک وشبہات اور اضطراب ہے، اسے دور کرنا ممکن ہو سکے اور اس کی آسان شکل یہ ہے کہ حکومت اس ظالمانہ کالے قانون کو واپس لے لے؛ تاکہ ملک کا وقار بحال ہو، اور ہندوستان کے باشندے سکون وچین کی سانس لے سکیں اور ملک کی معاشی پس ماندگی کو دور کرنے میں اپنی حصہ داری نبھا سکیں، ابھی حالت یہ ہے کہ ملک کی بڑی افرادی قوت سڑکوں پر ہے اور کسب معاش کے اسباب ووسائل کی طرف ان کی توجہ نہیں ہے، اس لیے ملک کی معاشی ترقی رک سی گئی ہے، بلکہ مائل بہ انحطاط ہے۔

کورونا وائرس

انسان جس دنیا میں سانس لیتا ہے، جیتا اور مرتا ہے، اس میں بہت سارے جراثیم پائے جاتے ہیں اور نئے جراثیم پیدا ہوتے رہتے ہیں، میڈیکل سائنس اس پر محنت کر کے انسان کو اس جرثومے کے عمل دخل اور اس سے پیدا ہونے والے امراض سے بچانے کے لیے نت نئی تحقیقات کرتا رہتا ہے، کبھی اس کی دوا ڈھونڈ ھنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور کبھی ناکامی ہاتھ آتی ہے، میڈیکل سائنس میں ایسے امراض کو لاعلاج کہتے ہیں، حالاں کہ مرض کوئی لاعلاج نہیں ہے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **لکل داء دواء** یعنی ہر مرض کی دوا ہے۔

ان دنوں پوری دنیا میں کورونا وائرس نے لوگوں کو دہشت اور تشویش میں مبتلا کر رکھا ہے، اس وائرس کے ذریعہ چین میں اب تک ایک سو تیتیس (۱۳۳) لوگ جاں بحق ہو چکے ہیں، اور پانچ ہزار سات سو چوراسی لوگوں کے اس مرض میں مبتلا ہونے کی تصدیق ہو چکی ہے، جب کہ آٹھ ہزار سات سو ننانوے لوگوں کے اس مرض میں مبتلا ہونے کا شبہ ہے، بتیس ہزار سات سو ننانوے ایسے لوگوں کی جانچ چل رہی ہے جو اس وائرس سے متاثر لوگوں کے ساتھ رہا کرتے تھے۔

چین نے ہانگ کانگ سے آمد ورفت کے سلسلہ کو مختصر کر دیا ہے، کئی پروازیں منسوخ کر دی گئی ہیں، کئی گاؤں کے لوگ اپنے گاؤں سے باہر نہیں نکل پا رہے ہیں، چینی حکومت نے لوگوں کو غیر ملکی سفر سے رکے رہنے کا مشورہ دیا ہے۔ جرمنی اور فرانس سمیت کئی ملکوں میں بھی اس وائرس کی موجودگی درج کی گئی ہے۔

یہ وائرس عام طور سے سمندری غذا، ٹھنڈے مشروبات (کول ڈرنک) آئس کریم اور برف وغیرہ کے استعمال سے پیدا ہوتا ہے، اس وائرس سے متاثر لوگ ابتدائی مرحلہ میں زکام، سانس میں تکلیف، کھانسی، گلے میں درد، بخار وغیرہ میں مبتلا ہوتے ہیں، بعد میں یہ نمونیہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے، گردے اور پھیپھڑے اس سے متاثر ہو جاتے ہیں اور آدمی دھیرے دھیرے موت کی نیند سو جاتا ہے۔

میڈیکل سائنس نے اب تک اس وائرس کو ختم کرنے کا کوئی نسخہ دریافت نہیں کیا ہے، عالمی صحت تنظیم (WHO) نے بھی اس سلسلے میں کوئی گائڈ لائن علاج کے لیے جاری نہیں کیا ہے، ہندوستان کی جنوبی ریاستوں میں بیس مریض کے بارے میں اس وائرس کی زد میں ہونے کا شبہ ہے، بہار میں بھی ایک لڑکی کے اس وائرس سے متاثر ہونے کی بات کہی جا رہی ہے، وہ ۲۲؍جنوری کو چین سے اپنے گھر چھپرہ لوٹی تھی، تیز بخار کی وجہ سے اس پر اس وائرس کے حملہ آور ہونے کا شبہ ہوا ہے اور اسے پی ام سی اچ میں داخل کرایا گیا ہے، پی ام سی اچ میں اس کے لیے الگ وارڈ بنایا گیا ہے اور ڈاکٹروں کی ٹیم اس پر نگاہ رکھے ہوئے ہے، اس مرض سے بچنے کے لئے ڈاکٹروں کی صلاح یہ ہے کہ ٹھنڈے مشروبات، آئس کریم، قلفی وغیرہ کھانے سے پرہیز کریں، ڈبہ بند دودھ، فرج مین جمع برف کے گولے اور اڑتالیس گھنٹے سے قبل بنی ہوئی دودھ کی مٹھائیاں نہ کھائی جائیں، ڈاکٹروں کی صلاح یہ بھی ہے کہ نوے دنوں تک اس احتیاط کو جاری رکھا جائے، اپنے ہاتھوں کو صابن یا گرم پانی سے دھویا جائے، کھانستے اور چھینکتے وقت ناک اور منہ کو کسی چیز سے ڈھک لیا جائے، کیوں کہ یہ وائرس چھینک کے ذریعہ بھی پھیل سکتا ہے، ایسے موقع سے اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں تو یہ وائرس دوسروں تک نہیں پہونچے گا، ہمیں ہمیشہ کھانسنے اور چھینکتے وقت اسی قسم کی ہدایت دی گئی ہے، اور یہ ہدایت کسی خاص موقع کے لیے نہیں، ہمیشہ کے لیے ہے۔

یادوں کے چراغ

حضرت مولانا مفتی حسین احمد قاسمیؒ

: مفتی محمد ثناء الهدیٰ قاسمی

دارالقضاء امارت شرعیہ ضلع سہرسا کے قاضی شریعت، مشہور عالم دین، خانقاہ رحمانی اور اکابر امارت شرعیہ سے والہانہ تعلق رکھنے والے مدرسہ رحیمیہ گاڑھا کے سابق صدر مدرس، امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ وارباب حل وعقد کے رکن، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن اساسی، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا مفتی حسین احمد قاسمی کا ۲۱؍جنوری ۲۰۲۰ء مطابق ۲۵؍جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ روز منگل صبح کے ساڑھے تین بجے انتقال ہوگیا، ان کے گردوں نے کام کرنا بند کردیا تھا، ڈاکٹر کے مشورہ سے انہیں پٹنہ لایا جارہا تھا، دربھنگہ سے نکل چکے تھے، مظفر پور صرف ۲۰؍کلومیٹر رہ گیا تھا، جب انہوں نے اپنے صاحب زادگان کو کلمہ پڑھنے کو کہا، پھر یٰسین شریف کی تلاوت کا حکم دیا، خود بھی کلمہ پڑھنے لگے اور کلمہ پڑھتے پڑھتے روح نے جسم کا ساتھ چھوڑ دیا، مسافرت کی موت یوں بھی جنت کی طرف مشیر ہے، بعض روایتوں کے مطابق حکما ایسی موت شہادت کے درجہ کی ہوتی ہے، شہادت اور جنت کا تعلق بہت گہرا ہے، جنازہ میں جامعہ رحمانی مونگیر کے اساتذہ کے ایک مؤقر وفد نے شرکت کی اور مولانا جمیل احمد صاحب استاذ جامعہ رحمانی نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور بکھیلی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

۲۰۱۵ء میں ان پر فالج کا حملہ ہوا تھا، چلنا پھرنا دوبھر ہوگیا تھا، علاج ومعالجہ سے زندگی راستے پر آ گئی تھی اور صحت استوار تھی، موسم کے اعتبار سے اس میں اتار چڑھاؤ بھی آتا رہتا تھا، لیکن ایسا بھی نہیں کہ لوگ سمجھ لیں کہ اب زندگی کی ڈور کٹنے ہی والی ہے، انتقال سے صرف ایک روز قبل سوموار کے دن سینہ میں تکلیف کا احساس ہوا، جسم پر لرزہ طاری ہوا، مقامی ڈاکٹر نے گردہ فیل ہونے کی بات کہی اور یہی مرض الموت ثابت ہوا، پس ماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیوں کو چھوڑا، بیٹیاں اپنے سسرال جا چکی ہیں اور لڑکے بھی برسر روزگار ہیں، ایک صاحب زادہ مولانا ڈاکٹر سجاد احمد ندوی پٹنہ اور گاؤں میں دینی تعلیم کے فروغ کا کام مدرسہ کے ذریعہ انجام دے رہے ہیں، دوسرے صاحبزادہ حماد احمد ہیں، جو اپنے گاؤں بکھیلی کے اسکول میں استاذ ہیں اور نئی نسل کی تعلیم کے ساتھ تربیت کے فرائض انجام دے رہے ہیں، جامعہ دعوۃ القرآن بکھیلی کے نگراں اور ذمہ دار ہیں۔

مولانا مفتی حسین احمد قاسمی بن عبد الصمد رحمانی (م۱۹۹۲ء) بن زین العابدین کی ولادت موجودہ ضلع سوپول کی مردم خیز اور علماء کی بستی بکھیلی ڈاک خانہ محرم پور، تھانہ جدیا، بلاک تروینی گنج میں فروری ۱۹۳۹ء میں ہوئی، ہجری سال کا ماہ رجب تھا، البتہ سال کی تعیین کے لیے پرانے کیلنڈر دیکھنے ہوں گے، ابتدائی تعلیم گاؤں کے ہی مدرسہ نعمتیہ میں حاصل کی، اس کے بعد مدرسہ رحیمیہ گاڑھا موجودہ ضلع مدھے پورہ سے عربی چہارم اور جامعہ رحمانی مونگیر سے مشکوٰۃ شریف تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ایشیا کی عظیم تعلیمی وتربیتی درسگاہ دارالعلوم دیوبند ضلع سہارن پور تشریف لے گیے، اور ۱۹۶۰ء میں یہیں سے سند فراغ حاصل کیا۔

شادی بابو عبد الحلیم مکھیا (م۱۹۹۳ء) بن عبد الرشید مرحوم کی دختر نیک اختر سے گاؤں میں ہی ہوئی، مفتی صاحب کی نانی ہال بشن پور موجودہ ضلع مدھے پورہ تھی، آپ کے نانا کا نام عبد الرزاق تھا، چنانچہ وہاں بھی آنا جانا ہوا کرتا تھا، مفتی صاحب کو رشتوں کا پاس رہتا تھا، اور وہ اسے نبھانا خوب جانتے تھے۔

دارالعلوم سے فراغت کے بعد وہ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ تشریف لے آئے اور یہاں انہوں نے قضا کی تربیت پائی، کم وبیش چار سال یہاں گذارنے کے بعد ۱۹۶۵ء میں حاجی محی الدین صاحب مالک چینی میل گاڑھا کی تحریک اور امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانی نور اللہ مرقدہ کی ایما پر مدرسہ رحیمیہ گاڑھا میں بحیثیت استاذ بحال ہوئے، مولانا محمد حنیف صاحب کے سبکدوش ہونے کے بعد یہاں صدر مدرس منتخب ہوئے اور ۲۰۰۶ء میں اپنی مدت ملازمت پوری ہونے تک اس عہدہ پر متمکن رہے، ۱۹۷۲ء میں ضلع سہرسہ کے قاضی بنائے گئے، ماضی قریب تک جب سوپول اور مدھے پورہ ضلع میں دارالقضاء قائم نہیں ہوا تھا، آپ تینوں ضلع کے مشترکہ قاضی تھے، اور مدرسہ سے سبک دوش ہونے کے بعد بھی آخری وقت تک اس عہدہ پر فائز رہے، ضعف ونقاہت اور مختلف قسم کے اعذار کے باوجود وہ دارالقضاء کے کاموں میں منہمک رہا کرتے تھے، اور پورے علاقہ میں اصلاح معاشرہ کے لیے کوشاں بھی، فقہ وفتاویٰ سے خصوصی مناسبت اور درک ہونے کی وجہ سے وہ علاقہ میں مفتی کی حیثیت سے مشہور تھے اور مفتی ان کے نام کے سابقہ کے طور پر شناخت کا ذریعہ تھا۔ ان کی تدریسی خدمات کی مدت پینتالیس سال ہے، انہوں نے اس مدت میں تین نسلوں کی تعلیم وتربیت کے فرائض انجام دیے اور انہیں صحیح رخ پر لانے اور باقی رکھنے کے لیے مسلسل کوشاں رہے، جس کے اثرات علاقہ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

میرا تعلق مفتی صاحب سے امارت شرعیہ آنے کے بعد ہوا، مختلف موقعوں سے امارت شرعیہ ان کی آمد ہوا کرتی تھی اور ان کی مجلس میں مجھے بھی باریابی کی سعادت مل جاتی تھی، چہرہ بارعب اور بدن بھاری تھا، لیکن ان کے قریب بیٹھ کر مسرت کا احساس ہوتا تھا، ان کی مجلس شکوہ شکایت سے خالی ہوتی، وہ بزرگوں کے تربیت یافتہ تھے، اس لیے کثرت سے ان کے واقعات سناتے، خود فراغت کے سال شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریاؒ کے دست حق پر بیعت کیا تھا، اس لیے جو اوراد واذکار حضرت شیخ کی طرف سے تفویض کیے گیے تھے، اسی کا معمول تھا، حضرت شیخ کے انتقال کے بعد حضرت امیر شریعت رابعؒ سے تجدید بیعت کیا، محی السنۃ حضرت مولانا ابرار الحق حقی ہردوئی کی خانقاہ میں بھی آمد ورفت تھی، کچھ دنوں تک تصوف وسلوک کی تعلیم یہاں سے بھی پائی، لیکن بیعت کا سلسلہ یہاں سے قائم نہیں کیا تھا، زندگی سادگی سے گذارنے کے قائل اور سنتوں پر عمل ان کی زندگی کا معمول تھا، امارت شرعیہ کے وفد کے دوروں میں میرا ان کا ساتھ کئی بار رہا، تواضع، انکساری اور خورد نوازی سے وہ لوگوں کے قلوب کو مسخر کر لیتے تھے، مجلسی گفتگو میں جب وہ قافیہ بند جملوں کا استعمال کرتے تو مزہ ہی آجاتا، من کرتا کہ وہ بولتے رہیں اور ہم سنتے رہیں۔

مفتی صاحب اچھے مقرر تھے اور مضمون لکھنے کا سلیقہ انہیں آتا تھا، امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ کی وفات پر ان کا ایک مضمون نقیب کے امیر شریعت رابع نمبر میں ہے، حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب مفتاحیؒ پر بھی ان کا ایک مضمون کہیں نظر سے گذر چکا ہے، ایسے کئی مضامین اور ہوں گے، ضرورت ہے کہ انہیں جمع کر کے محفوظ کر لیا جائے، ان کے بڑے صاحب زادہ مولانا محمد سجاد ندوی بھی ہیں، اور پی اچ ڈی بھی، ان کے لیے اس کام کو پہلی فرصت میں کر گذرنا چنداں مشکل نہیں ہے، ضرورت صرف مستحکم ارادے کی ہے، ارادہ پختہ ہو تو وقت بھی نکل ہی آتا ہے۔ مفتی صاحب سے آخری ملاقات سوپول میں امارت شرعیہ کی جانب سے منعقد خصوصی تربیتی اجلاس میں ہوئی تھی، اس موقع سے انہوں نے لانبی تقریر بھی فرمائی تھی، اور شاید یہ ان کی آخری تقریر تھی، دو آدمی نے پکڑ کر اسٹیج پر چڑھایا تھا، سہارا دے کر کرسی پر بٹھایا گیا، لیکن تقریر کا لب ولہجہ پہلے ہی کی طرح مؤثر تھا، اللہ مغفرت کرے بڑی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

جنگ آزادی اور مسلم مجاهدین

: مولانا رضوان احمد ندوی

ہندوستان کو انگریزوں کے ظلم وتشدد سے آزاد کرانے کے لئے بہت سے مسلم مجاہدین آزادی نے انتہائی اولوالعزمی کے ساتھ ۱۷۵۷ء سے ۱۹۴۷ء تک اپنا سب کچھ ملک کی خاطر قربان کر دیا، جن کی ایک طویل فہرست ہے، جنہیں اب دانستہ طور پر چند متعصب مورخین نظر انداز کر رہے ہیں، لیکن تاریخ ان کی بے لوث قربانیوں کو فراموش نہیں کر سکتی کہ انیسویں صدی تک مسلمان انگریزوں کے خلاف اکیلے جنگ لڑتے رہے، بعد میں دوسری قومیں ان کے ساتھ ہو گئیں، اس موضوع پر ماضی میں انصاف پسند مورخین نے مختلف زبانوں میں کئی مفید کتابیں لکھیں جو اس وقت بھی بازاروں میں دستیاب ہیں، اسی سلسلہ کی ایک اہم زیر نظر کتاب ''جنگ آزادی اور مسلم مجاہدین'' بھی ہے جس کو ہمارے فاضل دوست اور کرم فرما جناب مولانا محمد شمشاد ندوی استاذ جامعۃ الہدایہ جے پور نے بڑی محنت اور تحقیق سے لکھی ہے جس سے مسلم مجاہدین آزادی کی قومی وسیاسی جدوجہد اور خدمات کا مختصر خاکہ سامنے آ گیا ہے، مولانا موصوف ایک باصلاحیت اور ذی استعداد عالم دین ہیں، اور امارت شرعیہ میں قضاء کی تربیت لے چکے ہیں، وہ ماضی میں اصلاح معاشرہ اور اسلام کے نام سے کتاب لکھ کر کافی شہرت حاصل کر چکے ہیں، اب ان کی یہ تازہ تالیف منظر عام پر آئی ہے، ۱۶۸؍صفحات پر مشتمل اس کتاب میں مختلف علاقوں کے ۳۳۱ مسلم مجاہدین آزادی کے سوانحی خاکے ہیں، ان میں مردوں کے علاوہ ہندوستانی خواتین کی بے مثال شجاعت وشہادت کا بھی تذکرہ ہے، اس فہرست میں بیگم خورشید خواجہ (۱۹۸۱) حیدر آباد، بی بی امتہ الاسلام (۱۹۸۵ء) پنجاب، رعنا بانو (۱۸۸۸) مغربی بنگال کنیزہ سیدہ بیگم (۱۹۵۵) چھپرہ، امجدی بیگم (۱۹۴۵) رام پور، بیگم حضرت محل (۱۸۷۴) رضیہ خاتون، زبیدہ بیگم مظفر پور، منیرہ بیگم اہلیہ مولانا مظہر الحق، عصمت آرا بیگم، نشاط النساء بیگم اہلیہ حسرت موہانی، سعادت بانو کچلو، (۱۹۷۰) صغریٰ بیگم حیدر آباد، آمنہ قریشی (۱۹۶۷) ساجدہ بانو کے اسماء گرامی خصوصیت سے ذکر ہیں، کتاب میں جن جانثار مجاہدین کا تذکرہ کیا گیا ہے، ان کی تعداد گرچہ مختصر ہے، تاہم اس حیثیت سے اہمیت کی حامل ہے کہ ان میں سے بہت سے غیر معروف متوالوں کو شامل کیا گیا ہے، جنہیں تذکرہ نویس بھلاتے جا رہے ہیں، فاضل مؤلف نے اس کتاب میں ایسے گمنام مرد وخواتین کا تذکرہ کر کے نئی توانائی، تازگی ونکھار پیدا کرنے کی کوشش کی ہے، جس کا خود انہوں نے بھی اعتراف کیا ہے کہ اس کتاب کی ترتیب واشاعت کا مقصد حقائق کو سامنے لانا اور غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا ہے، اس مختصر کتاب میں تمام مجاہدین کی خدمت کا تذکرہ ممکن نہیں تھا، اس لئے صرف ۳۳۱ مسلم مجاہدین آزادی کے ذکر پر اکتفا کیا گیا (ص ۵۳) کتاب کے شروع میں لائق مؤلف کے قلم سے ایک پر از معلومات مقدمہ بھی ہے جس میں اس دور کے قدیم اخبارات ورسائل کا تذکرہ ہے، جس نے تحریک آزادی میں ذہن سازی اور عمومی بیداری لانے میں اہم رول ادا کیا، جس کی پاداش میں صحافیوں کو سزائیں دی گئیں، اثاثے اور چھاپے خانے سیل کیئے گئے، ان سب کے باوجود مسلمان ملک کی آزادی کے لئے لڑتے رہے اور آخر کار ملک آزاد ہوا، ان کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔

جب پڑا وقت گلستاں پر تو خون ہم نے دیا
جب بہار آئی تو کہتے ہیں تیرا کام نہیں

آج ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی حب الوطنی اور وفاداری کو داغ دار کرنے کی مذموم کوشش کی جا رہی ہیں، مرکز کی بی جے پی حکومت سی اے اے، این پی آر، اور این آر سی کے نفاذ کے ذریعہ ان کی شہریت کو ختم کرنے اور دوسرے درجے کے شہری بنانے کے ناپاک منصوبہ اور سازش میں لگی ہوئی ہے، یہ اسی نسل کے افراد ہیں جنہوں نے انگریزوں سے ساز باز کی تھی اور معافی تک مانگی تھی، ہم انشاء اللہ دستور کی حفاظت اور ملک کی گنگا جمنی تہذیب اور رواداری کو پامال نہیں ہونے دیں گے۔

بہر حال! فاضل مؤلف نے مستند معلومات کی روشنی میں کتاب کو محنت وسلیقہ سے مرتب کیا ہے، واقعات کی تحقیق اور چھان بین میں بڑی کاوش سے کام لیا ہے، دراصل یہ کتاب اسکول وکالج کے طلبہ کے لئے لکھی گئی ہے اس لئے تفصیلات سے پرہیز کر کے اختصار کو مد نظر رکھا گیا ہے، تاہم عام قارئین کے لئے اس کا مطالعہ مفید ہے، انداز بیان میں اعتدال اور توازن کو برقرار رکھا گیا ہے، اس طرح یہ کتاب معنوی اور صوری حیثیت سے جاذب نظر ہے، آخر میں چند تحریکوں کا تذکرہ اور ماخذ کا مکمل اشاریہ بھی شامل کر دیا گیا ہے کہ جو لوگ اس موضوع پر مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ ان کتابوں سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

طباعت وکاغذ بھی معیاری ہے، کتاب کی اشاعت میں قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی کا مالی تعاون شامل رہا ہے، اصحاب ذوق اور علم دوست اصحاب براہ راست مؤلف کتاب مولانا محمد شمشاد ندوی 9829158105 سے رابطہ کر کے حاصل کر سکتے ہیں، ویسے کتاب پر ملنے کے پتوں میں راجستھان، اتر پردیش، مہاراشٹرا، پنجاب اور بہار کے متعدد معروف اداروں کے نام درج ہیں کتاب پر اس کی قیمت 107 روپے طبع ہے۔

بدل ڈالو حکمرانوں کا مزاج

مولانا محمد احمد سجادی : امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

برسوں پہلے سے فلسطینی مسلمانوں پر اسرائیل کی بربریت اور جفاکشی کی خبر کا، پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا کے توسط سے ہندوستانی مسلمان مطالعہ اور مشاہدہ کررہے ہیں، ان کی دہشت گردی اور سفاکیت کا منظر ہندوستان ہی نہیں پوری دنیا نے دیکھا ہے کہ کس طرح ان ظالموں نے فلسطین کے مسلمان مرد وعورت، بوڑھے حتی کہ معصوم بچوں اور بچیوں کو بھی اپنے ظلم وستم کا نشانہ بنا رکھا ہے، جس کے نتیجہ میں لاکھوں مسلمان ملک چھوڑنے پر مجبور ہوئے، ۲۰۱۷ء میں برما کے اندر مسلمانوں کے قتل عام کا دراانگیز واقعہ رونما ہوا، جس کے نتیجہ میں ہزار ہا ہزار مسلمان ملک چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور کسی نے بنگلہ دیش تو کسی نے ہندوستان کا رخ کیا، تاکہ ان کے جان وایمان کی حفاظت ہوسکے، گذشتہ چھ سالوں سے ہندوستانی مسلمان بھی شدت پسندوں کے ظلم وستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں اور اس وقت اپنے وجود کے تحفظ کی خاطر رات دن ایک کرنے میں سرگرداں ہیں۔

فلسطین سے برما اور برما سے ہندوستان تک مسلمانوں پر جو غیروں کی جانب سے ظلم وبربریت کا طوفان برپا ہوا تو اس میں ایک بات تمام ملک کے مسلمانوں میں مشترک تھی اور وہ یہ کہ جب ان ملکوں کے مسلمانوں پر فرداً فرداً غیروں کی جانب سے حملے ہورہے تھے تو اسی ملک میں دوسری جگہوں پر بسنے والے مسلمانوں نے ان مظلوم مسلمانوں کی کسی بھی اعتبار سے مدد نہ کی، نتیجہ یہ ہوا کہ ظلم کا دائرہ بڑھا اور اس کی گرفت میں وہ مسلمان بھی آگئے جو خود کو محفوظ سمجھ رہے تھے، ماضی قریب کی چھ سالہ ہندوستانی تاریخ سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کیسے موجودہ حکومت نے فرقہ پرست اور شدت پسند لوگوں کی پشت پناہی کرتے ہوئے یکے بعد دیگرے مسلمانوں پر مصائب ومشکلات کے پہاڑ توڑے، سب سے پہلے تو ان شدت پسندوں نے موجودہ حکومت کی حمایت پاکر ماب لنچنگ کے ذریعہ لوگوں کو مارا اور حکومت نے انہیں اس کام کیلئے کھلی آزادی دیکر مجرموں کو سزا دینے کے بجائے ان کا پھولوں کے ہار سے سواگت کیا۔

گذشتہ چھ سالوں میں متعدد جگہوں پر اس قسم کے واردات متعدد بار دہرائے گئے، لیکن کوئی بھی ہاتھ مدد کے لئے آگے نہیں آیا اور نہ اس کے خلاف ایسی کوئی پُرزور آواز بلند ہوئی، جو اس قسم کے واردات کو روک سکے، موجودہ حکومت نے مسلمانوں کی شریعت پر حملہ کرتے ہوئے طلاق مخالف قانون بنایا، مسلمانوں نے دفاع کرنے کی بہت کوششیں کیں، مگر ناکام رہے، کشمیر سے دفعہ ۳۷۰ ؍ ہٹا کر وہاں جنگل راج قائم کیا تو دوسری طرف مسلمانوں سے عدالت کے توسط سے بابری مسجد چھین لی گئی، آسام کے اندر این آرسی نافذ کرکے وہاں کے کمزور مسلمانوں اور دلت طبقہ کے لوگوں کو پریشان کیا گیا اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ مسلمانوں نے ان تمام معاملوں میں چھوٹے موٹے احتجاج کرنے کے بعد خاموشی اختیار کرلی اور اس سے زیادہ کر بھی کیا سکتے تھے، یہاں مسلمانوں کی آواز سنتا کون ہے؟ حدتو ہیکہ بعض مسلمانوں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے، چنانچہ اللہ رب العزت نے ہندوستان میں بسنے والے تمام مسلمانوں پر موجودہ حکومت کے ذریعہ سی اے اے اور این آرسی جیسے سیاہ قانون کو مسلط فرما کے ایسے حالات پیدا فرمادیئے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی ہر مسلمان کو اپنی جان وایمان اور اپنے وجود کے تحفظ کی خاطر میدان میں کودنا پڑا، جب مسلمانوں نے ہمت وحوصلہ دکھایا، خصوصاً ملت اسلامیہ کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں نے اس سیاہ قانون کے خلاف سڑکوں پر نکل کر جرأت مندی کا مظاہرہ کیا تو آسمان نے وہ منظر بھی دیکھا کہ ماضی میں جو خواتین جنگوں کے اندر دوسری صف سنبھالتے ہوئے اپنے زخم خوردہ بھائیوں کی مرہم پٹی اور علاج ومعالجہ کیا کرتی تھیں، آج وہ صف اول میں مشغول احتجاج ہیں، امت مسلمہ ان ماؤں اور بہنوں پر فخر کررہی ہے، جنہوں نے ان نازک حالات میں امت مسلمہ کی قیادت کرنے کے لئے حضرت عائشہؓ کی طرح میدان میں نکل پڑیں تو کہیں حضرت فاطمہ زہرہؓ کی طرح اپنے زخم خوردہ بھائیوں کے زخموں پر مرہم رکھتی ہوئی نظر آئیں، کہیں حضرت خدیجہؓ کی طرح اپنے غم زدہ شوہروں کو دلاسہ دیتی نظر آئیں تو کہیں خنساء شاعرہؓ (جو چار شہید بیٹوں کی ماں تھیں) کی طرح اپنے بیٹوں کو مدمقابل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے پر ابھارتی ہوئی نظر آئیں اور کہیں حضرت حمزہؓ کی بہن کی طرح اپنے شہید بھائیوں کی نعشوں کو دیکھ کر مزید جذبہ ایمانی سے سرشار ہوتی نظر آئیں۔ غرض اس نازک دور میں بھی جہاں چہار جانب فرقہ پرست طاقتوں کا دبدبہ ہے، ملت اسلامیہ کی ان ماؤں اور بہنوں نے اسی بہادری اور دلیری کا مظاہرہ کیا اور مسلسل کررہی ہیں جو تاریخ کے سنہرے اوراق پر آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اور جس طرح اس سیاہ قانون کی مخالفت کرتے ہوئے یوپی اور بہار کے ۲۴ / ۲۵ نوجوانوں نے ملک کا چین وسکون چھیننے والوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وطن کی محبت میں جام شہادت نوش کیا ان کا یہ مبارک عمل شدت پسندوں اور فرقہ پرستوں کو یہ باور کراتا ہے کہ مسلمان اس ملک کی سالمیت پر کبھی آنچ نہیں آنے دیں گے، آج ان کی ہی قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ اس وقت پورا ملک خواہ ہندو ہو یا مسلم، سکھ ہو یا پارسی، عیسائی ہو یا بودھسٹ سب ایک ساتھ کھڑے ہیں، سب نے اس پریشانی کو اپنی پریشانی سمجھا اور ان کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ گرچہ آج بندوق مسلمانوں کے کاندھوں پر ہے مگر مستقبل میں نشانہ ہم سب ہوں گے یہی وجہ ہے کہ آج سب کی زبان پر ملک کے آئین اور دستور کو بچانے کا نعرہ اور دلوں میں ملک کی سالمیت، بقاء اور تحفظ کی فکر ہے۔ ہر دور میں مقابلہ کا طریقہ مختلف رہا ہے، یہ وہ دور نہیں کہ مدمقابل سے لڑنے کے لئے ہتھیار نکالے جائیں، بلکہ یہ قانونی اور پرامن احتجاجی لڑائی کا دور ہے۔ جب انگریزوں سے آزادی کی لڑائی لڑی جارہی تھی تو اس وقت ہمارے جانباز علماء اور برادران وطن نے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ملک کو آزادی دلانے کے لئے ہزاروں علماء اور برادران وطن نے پھانسی کے تخت کو چوم کر یہ پیغام دیا کہ:

باطل سے دبنے والے اے آسمان نہیں ہم — سو بار کرچکا ہے تو امتحاں ہمارا

اُس وقت مقابلہ غیروں سے تھا تو ہمارے بڑوں نے یہ جرأت مندی دکھائی اور آج مقابلہ اپنے ہی ملک کے چند شدت پسند لوگوں اور حکمرانوں سے ہے، اس لئے اس وقت اکابرین ملت نے فیصلہ کیا کہ موجودہ لڑائی سیکولر ذہن کے برادران وطن کو ساتھ لیکر لڑنا ضروری ہے۔ چنانچہ اس خاکہ پر عمل کرتے ہوئے امت مسلمہ اپنے اکابرین کی ہدایت پر برادران وطن کو ساتھ لیکر ''سی اے اے، این پی آر اور این آرسی کے خلاف مورچہ سنبھالے ہوئے ہے۔ جس کا فائدہ یہ ہوا کہ شدت پسند، لاکھ کوششوں کے باوجود اس لڑائی کو ہندو مسلم بنانے میں کامیاب نہ ہوسکے اور جس ہمت وحوصلہ اور جواں مردی کے ساتھ برادران وطن اور ہماری غیر مسلم مائیں اور بہنیں مسلمانوں کے ساتھ ہیں، اگر ایسے وقت میں مسلمانوں نے ایک قدم بھی پیچھے ہٹایا تو نہ صرف برادران وطن کا حوصلہ ٹوٹے گا، بلکہ یہ ملک ہمیشہ ہمیش کے لئے مسلمانوں کی شہریت بھی خطرہ میں پڑ جائیگی اور بدلے میں غلامی اور ذلت ورسوائی والی زندگی دے دی جائے گی۔

چنانچہ موجودہ حالات میں امت مسلمہ کا پہلا کام تو یہ ہے کہ ان اکابرین ملت کی ہدایات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کی جائے۔ اور دوسرا کام جو کرنے کا ہے وہ یہ ہے کہ مسلکی اختلافات کو ختم کرتے ہوئے ''آپ فلاں ہیں، آپ فلاں ہیں'' کا نعرہ چھوڑ کر ''آپ ہمارے ہیں، آپ ہمارے ہیں'' کا نعرہ لگایا جائے۔ تیسرا کام یہ ہے کہ ان تمام طرح کی سیکولر (سیاسی وغیر سیاسی) جماعتوں کی مکمل حمایت کی جائے جو مسلمانوں کے مسئلہ کو اپنا مسئلہ سمجھ کر شدت پسندوں اور فرقہ پرست طاقتوں کے خلاف انصاف کی لڑائی میں مظلوموں کے ساتھ کھڑے ہیں، اسلئے کہ اس وقت شدت پسندوں سے مقابلہ کرنے کا سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ جنگ آزادی میں ہندو مسلم اتحاد کی نظیر کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسلمان اپنے برادران وطن کو ساتھ لے کر اس لڑائی کو لڑیں۔ اور سب سے اہم کام یہ ہے کہ اللہ سے مسلمانوں کا جو رشتہ کمزور ہوچکا ہے اسے اپنے اعمال کی اصلاح اور اللہ کے سامنے گریہ وزاری اور توبہ واستغفار کرکے مضبوط بنایا جائے۔ اگر یہ فضا عام ہوگئی تو آج بھی جنگ بدر کی طرح غیبی مدد آسکتی ہے، نمرود بنے ہوئے شدت پسندوں کی جانب سے بھڑکائی ہوئی نفرت کی آگ کو آج بھی ٹھنڈا کیا جاسکتا ہے، اور غیر اللہ کے دلوں میں امت مسلمہ کا رعب ودبدبہ آج بھی پیدا ہوسکتا ہے۔

دین کی قدر و قیمت پیدا کیجئے

ہم کو جاننا چاہئے کہ دنیا میں قوموں پر سخت حالات کا آنا تاریخ کا کوئی نادر واقعہ نہیں۔ اسی صدی میں دو عظیم جنگوں میں دنیا نے تقریباً ۱۰ کروڑ جانوں کا نقصان اٹھایا ہے جن میں بیشتر تعداد ان مغربی ممالک کے باشندوں کی تھی، جو آج جنت کا نمونہ تصور کئے جاتے ہیں۔ ہم خود اسی ملک میں سرد وگرم حالات سے گزرتے آئے ہیں۔ ہم نے ثابت کیا ہے کہ الحمدللہ ایک سخت جان امت ہیں، سرد وگرم چشیدہ ہیں، ہم نے وہ طوفان سیر کئے ہیں جن سے پہاڑوں کے جگر پھٹتے تھے۔ کیا ہم نے ۱۹۴۷ء کی موج بلا کو پار نہیں کیا؟ کوئی سوچ نہیں سکتا تھا کہ ان لرزہ خیز حالات کے بعد اس ملک میں دین ودعوت زندہ ہوں گے۔ اور مسلمانوں کی عزت وآبرو اور جان ومال کی ایک بڑی حد تک حفاظت ہوگی۔ مگر اللہ کے فضل سے سب کچھ ہوا۔ کیا ابھی جلد رام مندر کی آگ وخون بھری دہشت گرد تحریک کا ہم نے مقابلہ نہیں کیا؟؟ اور آزاد ہند کی تاریخ میں ہمارے ساتھ نہ جانے کیا کیا ہوتا رہا مگر ملت کا قافلہ اپنے دین وایمان اور وجود وبقاء کی حفاظت کرتا رہا، اس لئے کہ ہم صرف مادی سہاروں کے بل بوتے پر نہیں جیتے۔ کوئی وجہ نہیں کہ آپ کم ہمت ہوں، اللہ کا غیبی ہاتھ آپ کے لئے راستہ ضرور نکالتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے، کمزوری کے اسباب وحالات سے استقلال وقوت کی منزلوں تک پہنچانا اس کے لئے بالکل آسان ہے، جس نے یوسف کو اندھیرے کنویں سے نکالا اور تخت شاہی تک پہونچایا اور کہا: واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لایعلمون (یوسف ۲۱) اور اللہ غالب وزور آور ہے اپنے کام پر۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اسی نے موجودہ دنیا میں اپنی قدرت کا یہ معجزہ دکھایا ہے کہ اسلام کے ہاتھ سے جب سے سیاسی قوت گئی ہے، اس کی دعوت اور تعلیم کے باغ میں ہر جگہ ہریالی آرہی ہے۔ یہ دور اسلام کی فتح کا ہے۔ بلاخوف تردید ہماری سیاسی طاقت کے زوال کے بعد ہر طرف دین ودعوت کی جیسی سرگرمی دیکھی جارہی ہے وہ ہماری بین الاقوامی حکومتوں کے دور میں کہاں تھی؟ موجودہ حالات میں اور قرآن کی بتائی ہوئی حکمت کی روشنی میں نظر آتا ہے کہ فی الوقت مسلمانوں کے دو قسم کے لوگوں کا حال سب سے زیادہ توجہ طلب اور فکر انگیز ہے، ایک ان کا جو غریب ونادار طبقہ ہے جس تک عملی دین داری اور ایمانی تربیت نہیں پہنچ سکی ہے، دشمنوں کی تدبیر اور حالات کی شدت کہیں ان کے ایمان کے باقی ماندہ سرمایے کو خاکستر نہ کردے۔ دوسرا وہ طبقہ جس نے اللہ کے دئے مال ودولت اور خوشحالی کے ذریعہ ملت سے الگ اپنی ایک دنیا بنالی ہے۔ عملی دین داری سے تو وہ محروم تھا ہی جدید تعلیم اور دنیادارانہ طرز زندگی نے ان کو ایمانی جذبات سے بھی دور کردیا ہے۔ ان کی کل فکر دنیا کی کامیابی اور ترقی ہے۔ یہی ان کا مطمح نظر ہے اور یہی مشغلہ ہے۔ ڈر ہے کہ طبقوں کے دل ودماغ میں دین کی قدر وقیمت پیدا کرنے اور آخرت میں واحد قابل قبول متاع ہونے کا یقین پیدا کرنے کی از حد ضرورت ہے۔ ہمارے دینی اداروں اور جماعتوں کو اس طرف ہنگامی طور پر متوجہ ہونا چاہئے۔ راقم سطور اپنے ذاتی محدود تجربے کی بنیاد پر عرض کرتا ہے کہ شہروں سے دور دیہاتوں میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ہر قسم کی دینی تربیت سے قطعی محروم رہتی ہے۔ اگر کوئی چیز واقعۃً ڈرانے والی ہے تو اس کا دینی مستقبل ہے۔ ہمارا سارا دینی کام شہروں اور قصبات تک محدود ہے۔ یا بڑی شاہراہوں کے قرب وجوار میں سہل الوصول دیہاتوں تک۔ Interior میں واقع دیہاتوں کا حال ناقابل تصور حد تک تشویش ناک ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے امن وعافیت کی دعا مانگتے ہیں۔ اور اپنے علماء اور قائدین سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ بلاشبہ وہ اس سلسلہ میں فکرمند رہتے ہیں اور مختلف جہات سے کوششیں بھی کررہے ہیں لیکن مزید اس پہلو پر توجہ مرکوز کریں، قوموں کی آویزشوں میں خواص کا یہی کردار ہوتا ہے۔ یہ چیز ضرور فکرمند کرنے والی ہے کہ یہ پیغام جس سرگرمی کے ساتھ مسجد ومنبر سے اور دینی مسندوں سے نشر ہونا چاہئے تھا اس میں واقعۃً کمی ہے۔ اللہ کرے ہم اس طرف توجہ کرسکیں۔ (**مولانا یحییٰ نعمانی: بشکریہ: الفرقان جنوری ۲۰۲۰**)

ہندو مسلم اتحاد کے علمبردار: ٹیپو سلطان رحؒ

مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی

جنگ آزادی کے عظیم سورما، برطانوی سامراج کے خلاف سینہ سپر ہونے والے اولین مجاہد آزادی ٹیپو سلطان کے حوالہ سے وقتاً فوقتاً یہ آواز اٹھائی گئی اور ان کے ہندو مسلم یکسانیت اور مذہبی رواداری کو نشانہ بنایا گیا اور اس ہندوستان کے عظیم سپوت کے حوالہ سے یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ اس نے مذہبی تعصب برتا تھا،، کسی نے ٹیپو سلطان کو برطانوی سامراج کے خلاف سینہ سپر ہونے والا عظیم حکمراں قرار دیا تو کسی نے اس عظیم سپوت کے تعلق سے اپنی مذہبی منافرت اور دریدہ ذہنی کا ثبوت پیش کیا، اور اس کو ظالم وجابر حکمراں قرار دیا۔ٹیپو سلطان کے ہندو مسلم عدم رواداری اور عدم یکسانیت کی بات دراصل یہ تاریخ سے عدم واقفیت اور تاریخ کے مطالعہ کی کمی یا خود اس عظیم جنگ آزادی کے سورما کے خلاف اس کے مسلمان حکمراں ہونے کی وجہ سے بے جا الزام ہے۔ٹیپو سلطان ایک انتہائی باصلاحیت، قابل، بے پناہ بہادر اور دوربین نگاہ حکمراں تھا، اس ملک کو انگریزوں کی غلامی سے بچانے کے لئے اس نے ہر ممکن کوشش کی، انہیں شکست بھی دی، لیکن انگریزوں کے دیگر علاقوں کے مسلمان حکمرانوں کے ساتھ اتحاد اور خود اس کے وفاداروں کی غداری کے نتیجے میں میدان کارزار میں دیوانہ وار لڑتا ہوا جام شہادت نوش کیا، انگریزوں نے تادم اخیر ٹیپو کو ہتھیار ڈالنے کو کہا تو انہوں نے اس وقت جو تاریخی جملہ کہا تھا وہ آج بھی بطور مثال اور بطور محاورہ مستعمل ہے ''شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سال کی زندگی سے بہتر ہے،'' اور ٹیپو کی موت پر انگریزوں نے کہا ''اب ہندوستان ہمارا ہے، اب ہندوستان ہمارا ہے'' اگر ٹیپو کے پشت میں غداری کا تلوار نہ اتارا جاتا تو یقیناً برصغیر کی پچھلے ڈیڑھ سو سال کی تاریخ جو ہے وہ اس سے مختلف ہوتی، انگریز مؤرخوں نے سلطان ٹیپو کو بدنام کرنے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، ان کے خلاف طرح طرح سے ہندوؤں کو بھڑکایا، ان کی شہادت کے بعد بھی ان کی کردارکشی سے باز نہیں آئے، چنانچہ انہوں نے ہندو مسلم مذہبی منافرت کو ہوا دینے اور اپنے اقتدار کے ہوس کی تکمیل کے لئے ٹیپو کو ظالم وجابر بادشاہ قرار دیا، جب کہ تاریخی حقائق اس کی مخالفت کرتے ہیں، ہم یہاں ٹیپو سلطان کی مذہبی رواداری کی چند مثالیں تاریخ کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں؛ تاکہ تمام برادران وطن کو پتہ چل سکے کہ ٹیپو سلطان ایک عادل اور رعایا پرور حکمراں تھے۔

ٹیپو کی شبیہ خراب کرنے میں انگریزوں کا رول:

اولاً جس شخص نے ہندو مسلم اتحاد کو خراب کرنے کے لئے ٹیپو سلطان کی شبیہ خراب کرنے کی کوشش کی وہ مشہور انگریز مؤرخ لیون بی رنگ تھا، اسی طرح کرک پیٹرک نے بھی اس کو عدم روادار قرار دیا ہے، ولکس تاریخ میسور میں اس کو کٹر قرار دیتا ہے (سیرت سلطان ٹیپو، الیاس ندوی: 432) انگریزوں نے ٹیپو سلطان کے متعلق علمی خیانت سے کام لیا ہے، ایک انگریز مؤرخ لکھتا ہے کہ صرف کورگ شہر میں سلطان نے 70 ہزار لوگوں کو قتل کیا، حالانکہ تاریخ کا ادنی طالب علم بھی جانتا ہے کورگ کی جملہ آبادی 30 یا 35 ہزار سے زیادہ نہ تھی، اس میں بھی کئی ہزار مسلمان اور عیسائی شامل تھے (حوالہ سابق) مہاتما گاندھی نے بھی سلطان پر لگائے جانے والے اس الزام کو جھوٹ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ: ٹیپو کی اپنی رعایا کے ساتھ تعلقات نہایت دوستانہ تھے اور وہ ہندو مسلم اتحاد کا محرک تھا، اس سلسلہ میں اسلامی نقطہ نظر سے بحیثیت ایک مسلم حکمراں کے سلطان ٹیپو کے لئے اس کے جواز پر بحث بھی کی جاسکتی ہے اور یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ مذہبی رواداری میں بعض مواقع پر بہت آگے بڑھ گیا تھا۔

اعلی مناصب پر ہندو افسران:

ہندو برہمن ''پورنیا' سلطان کی شہادت تک پوری سلطنت خداداد کا وزیر خزانہ اور اختیارات کے اعتبار سے وزیر اعظم میر صادق کے بعد سلطان کا نائب تھا، ''لالہ مہتابرائے سبقت'' جو ہندو برہمن تھا، سلطان کا ذاتی منشی اور خاص معتمد تھا، یہ اردو اور فارسی کا قادرالکلام شاعر تھا، سلطان کے ہندو معتمدین میں سے جو چند لوگ آخر تک اس کے وفادار رہے اس میں ''ہری سنگھ'' میسور کی فوج کا افسر اعلی تھا، اس کا بھائی ''نرسنگاراؤ'' بھی حکومت کا ایک اعلی عہدیدار تھا، کورگ کا فوجدار ایک برہمن شخص تھا، ''سری نواس راؤ'' اور ''اپاجی رام'' کو عام طور پر ٹیپو اپنا نمائندہ بنا کر سفارتی مشن پر بھیجتا، ''رامارا‌ؤ'' ایک سوار دستہ کا کمانڈر تھا، ملیبار میں نائروں کی بغاوت کو کچلنے کے لئے سلطان نے ''سری پت راؤ'' ہی کو بھیجا تھا، ایک دوسرے مرہٹہ سردار ''سیواجی'' کی کمان میں تین ہزار سپاہیوں کی ایک مستقل فوج بھی رہتی تھی، سلطان کے دربار میں سرکاری خطوط لکھنے والے کئی منشیوں میں ایک منشی ''نرسیا'' بھی تھا، دیہاتوں کی پنچایتوں میں اکثر سرکار کی نمائندگی وہی کرتے تھے، کیرلا میں ساگوان کی لکڑی کی کٹائی کا ٹھیکہ پہلے ایک مسلمان کو دیا گیا پھر بعد میں یہ ٹھیکہ ہندو کو دیا گیا، ہندوؤں کے مذہبی تہوار دسہرہ میں سلطان اپنے تمام اعلی افسران کے ساتھ نہ صرف شریک ہوتا؛ بلکہ حکومت کے خزانہ سے اس کے اخراجات کے لئے ایک بڑی رقم بھی فراہم کرتا تھا، ان تمام مثالوں سے ٹیپو کی رواداری کا خوب علم ہوتا ہے۔

مندروں اور اس کے سوامیوں کا احترام:

سلطان کے دل میں ہندؤں کے مندروں اور اسکے سوامیوں کا بڑا احترام تھا، 1791ء میں مرہٹہ درانداز وں نے رگھوناتھ راؤ کی قیادت میں سلطنت خداداد پر حملہ کے دوران سرینگیری کے مندر کی بے حرمتی کی، اس کی قیمتی املاک کو لوٹ لیا، سونے سے بنی قیمتی پالکی اور جانوروں وغیرہ کو بھی لے گئے، سارہ دیوی نام کی مورتی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر باہر پھینک دیا، کئی برہمنوں کو بھی اس حملہ میں پکڑ لیا گیا، یہاں تک کہ مندر کے سوامی اور متولی شنکر گرواچاریہ وہاں سے بھاگ کر شہر کارکل میں پناہ لینے پر مجبور ہوگئے، وہاں انہوں نے ٹیپو کو ایک شکایتی خط لکھا اور مندر کی بے حرمتی کی تفصیلات سے آگاہ کر کے مالی امداد کی درخواست کی، اس وقت اس واقعہ پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ٹیپو نے جو جواب شنکر گرواچاریہ کو دیا، وہ خط میسور کے محکمہ آثار قدیمہ کے ڈائرکٹر راؤ بہادر نرسمہا اچاریہ کو 1916ء میں سرینگری کے مندر میں ملا تھا، خط کا مضمون کچھ یوں ہے:

''جو لوگ مقدس ومتبرک مقامات کی توہین وبے حرمتی کرتے ہیں وہ اس دنیا ہی میں بداعمالیوں کا بدلہ پائیں گے جیسا کہ شاعر نے کہا کہ لوگ گناہ تو ہنس ہنس کر کرتے ہیں؛ لیکن اس کا بدلہ رو رو کر بھگتتے ہیں، مندر کے سوامیوں کے ساتھ بدسلوکی کرنا خود اپنی نسل کی تباہی کو دعوت دینا ہے، جو لوگ ہماری سلطنت میں داخل ہو کر ہماری رعایا کو ستا رہے ہیں ان سے ہم خود نبٹ رہے ہیں، آپ کی شخصیت قابل احترام اور دنیا سے بے نیاز ہے، آپ ہماری سلطنت کی بقاء وحفاظت اور دشمنوں کی ہلاکت کے لئے دعا کیجئے، آپ کو حسب ضرورت ہمارے زیر قبضہ دیہاتوں سے کسی بھی چیز کے لینے کا اختیار ہے،'' اس خط کے ساتھ اس علاقہ کے گورنر کو سلطان نے یہ حکم بھی بھیجا کہ وہ شنکر اچاریہ کی خدمت میں فوراً اس کی طرف سے دو سو اشرفیاں مع غلہ پیش کرے اور سرکاری مصارف پر سارا دیوی نام کی مورتی کو احترام کے ساتھ دوبارہ اس کی جگہ نصب کیا جائے اور اس تقریب کے موقع پر ایک ہزار فقراء کو کھانا بھی کھلایا جائے (سیرت سلطان ٹیپو شہید: 432-435)

مندروں کو نذرانے :

تعلقہ نجن گڑھ کے ایک گاؤں کلالے کے لکشمی کانتھ مندر میں چاندی کے چار پیالے، ایک پلیٹ اور ایک اگلدان اب بھی موجود ہے جو ٹیپو نے اس مندر کو نذر کئے تھے، اسی شہر کے سری کنیشو رمندر کو سلطان نے ایک ایسا مرصع پیالہ بھی دیا تھا جس کے نچلے حصے میں پانچ قیمتی جواہرات جڑے ہوئے تھے، سیالکوٹ کے نرائن سوامی مندر کو بھی قیمتی جواہرات سے جڑے ہوئے کچھ برتن ایک نقارہ اور بارہ ہاتھی اس نے روانہ کئے تھے، خود سری رنگا پٹنم کے رنگناتھ مندر میں ایک کافوردان اور چاندی کے سات پیالے اس کے دیئے ہوئے اب بھی موجود ہیں، ڈنڈیگل کے قلعہ پر جب سلطانی افواج نے حملہ کیا تو اس نے ان کو یہ حکم دیا کہ چونکہ سامنے راجہ کا مندر موجود ہے اس لئے پیچھے سے گولہ باری کی جائے، ملیبار میں گروایور پر قبضہ کے دوران جب مسلمان سپاہیوں نے وہاں کے مندر کو آگ لگانے کی کوشش کی تو اس نے ان کو نہ صرف سزائیں دیں؛ بلکہ اسی وقت مندر کی مرمت بھی کروادی، اس کی مزید بے شمار مثالوں کے لئے ملاحظہ کیجئے (سیرت سلطان ٹیپو: 428-429)

شاہی محل کے قریب مندر :

بچپن میں ایک درویش کی طرف سے اس کے حق میں کی گئی پیشن گوئی کے پورا ہونے کے بعد جب سلطان تخت میسور کا وارث بنا تو اس نے اس درویش سے کئے گئے اپنے وعدہ کے مطابق اپنے محل کے قریب مسجد کی تعمیر کا ارادہ کیا؛ چونکہ محل کے قریب سری رنگناتھ کا مندر پہلے سے موجود تھا؛ اس لئے اسی سے متصل مسجد کی تعمیر کے لئے اس نے سب سے پہلے ہندو سوامیوں اور عوام سے اس کی اجازت حاصل کی، ان کی مرضی کے بغیر اس جگہ مسجد کی تعمیر کو وہ صحیح نہیں سمجھتا تھا، ان سے اجازت ملنے کے بعد اس نے اس جگہ مسجد اعلی کی بنیاد رکھی، کبھی اگر وہ چاہتا تو اپنی طاقت کے بل بوتے پر بادشاہ ہونے کی وجہ سے ان کی اجازت کے بغیر ہی اس جگہ مسجد بنا سکتا تھا، مسجد اعلی سے متصل مندر رنگناتھ کے علاوہ جو اس کے محل سے صرف ایک سو گز کے فاصلہ پر تھا قلعہ میں نرسمہا اور گنگادھریسوا نام کے دو اور مندر بھی موجود تھے جہاں، روزانہ صبح وشام گھنٹیوں کی آواز سلطان کے محل میں پہنچتی تھی؛ لیکن اس نے کبھی ان کے ان مذہبی اعمال کی ممانعت نہیں کی۔

مندروں کو جائیدادیں :

ڈاکٹر سی کے کریم کی کتاب (tipuunderkerala) کے حوالہ سے محمد عبداللہ بنگلوری نے اپنی کتاب ٹیپو کے تذکرے مختلف ادوار میں لکھا ہے کہ صرف کیرالا کے جنوبی ضلع کے ایک تعلقہ کے ساٹھ مندروں کو سلطان نے سرکاری خزانہ سے سالانہ وظیفے جاری کئے تھے، گرویاریا کے مندر کو ہی چھ سو ایکڑ قابل کاشت زمین بطور انعام دی گئی تھی، ملیبار کے مندروں وبرہمنوں کو جو زمینیں بغیر سرکاری لگان کے ٹیپو نے دی تھیں، ان کی جو تفصیلات محبّ الحسن صاحب نے اپنی کتاب تاریخ ٹیپو میں نقل کی ہے وہ کچھ اس طرح ہے، (1) کالی کٹ کے قبضہ امسوم کے ترکنٹیشو روتا کوام کنعاؤ مندر کے لئے 195 ایکڑ زمین (2) پونانی کے گورویا مندر کے لئے ۱۵۰۴ ایکڑ زمین (3) چیلم برا تعلقہ اراند کے مانور مندر کے لئے 173 ایکڑ زمین (4) پونانی کے تروانچموم مندر کے لئے 212 ایکڑ زمین، (5) پونانی کے نمودری مندر کے لئے 551 ایکڑ زمین، سلطنت کے وزیر خزانہ ''پورنیا'' کا خود کہنا تھا کہ سرکاری خزانہ سے مندروں کو سالانہ 959193 پگوڈا مالی امداد دی جاتی تھی، جب کہ مساجد کے لئے یہ امداد اس سے بہت کم تھی۔ مجموعی طور پر سلطان کی ہندو رعایا نے اس کے ساتھ محبت وعقیدت کا جو سلوک کیا، اس کی مثال ملک کے کسی دوسرے مسلم حکمراں کی تاریخ میں بہت کم ملتی ہیں، ہندؤں کی اکثریت نے آخری وقت تک اس کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دیا 4 مئی 1799 میں شہادت کے دن سلطان کی لاش کے آس پاس سینکڑوں ہندو خواتین کی لاشیں ملیں، خود انگریز افسران نے جب یہ ماجرا دیکھا تو ہندو رعایا کے دلوں میں بھی اپنے مسلم حکمراں کے لئے عقیدت کے یہ جذبات دیکھ کر انہیں خود حیرت ہوئی جب سلطان کا جنازہ اٹھا تو راستہ میں ہندو عورتیں ماتم کرتی ہوئیں اپنے سروں پر مٹی ڈال رہی تھیں، محاصرہ دارالسلطنت پر کئی برہمنوں نے سلطان کی فتح کے لئے اپنی مذہبی رسومات کے مطابق دن بھر کا روزہ رکھا تھا، اگر سلطان کا سلوک ان ہندوؤں کے ساتھ اچھا نہیں ہوتا تو کیا یہ ممکن تھا کہ اتنی بڑی تعداد میں ہندو ایک مسلم حکمراں کے لئے اپنی جانیں تک قربانی کرتے، اگر اس کے خلاف عام ہندوؤں میں ناراضگی پائی جاتی تو انگریزوں یا مرہٹوں کے لئے اپنے مقاصد کے خاطر ہندو مذہب کے حوالے سے ان سب کو سلطان کے خلاف اجتماعی بغاوت کے لئے اکسانا بہت آسان تھا؛ لیکن پوری سلطنت خداداد کی تاریخ میں اس قسم کا کوئی واقعہ کسی متعصب انگریز مؤرخ کی کتاب میں نہیں ملتا۔

ان تمام تاریخی حوالہ جات سے یہ بات اچھی طرح معلوم ہوتی ہے آج ہمارے برادران وطن کو ٹیپو کے تعلق سے جو غلط فہمیاں ہیں وہ انگریزوں کے ٹیپو اور اس کی جراءت وہمت اور اس کی مذہبی رواداری اور ہندو مسلم اتحاد سے بعض وعناد اور اس کی وجہ سے اپنی حکومت سازی میں جو رکاوٹیں درپیش ہو رہی تھیں ان کا سب کا نتیجہ تھا، جس کی رو میں بہہ کر اس عظیم مسلمان حکمراں اور سامراج کو ناکوں چنے چبوانے والے ملک کے سپوت کے تعلق زبان درازی کی کوشش یا تو یہ تاریخی حقائق سے عدم واقفیت یا تعصب ذہنی کی علامت ہے۔

شہریت ترمیمی قانون اور مستقبل کے مسائل

ڈاکٹر منظور عالم

شہریت ترمیمی قانون ہندوستان کے آئین، دستور اور اصول کی صریح خلاف ورزی ہے۔ انسانی حقوق، انصاف، مساوات، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور آزادی پر حملہ ہے۔ اس قانون کا بنیادی مقصد ہندوستان کو ہندو راشٹر بنانا اور سیکولرزم کا خاتمہ ہے۔ بی جے پی نے واضح کردیا ہے کہ وہ اکثریت کی طاقت کی بنیاد پر ہندوستان کو ہندو راشٹر بنائے گی اور اب وہ عملی قدم اٹھارہی ہے۔ شہریت ترمیمی قانون کے مطابق حکومت ہند پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان سے ہجرت کر کے آنے والے مسلمانوں اور یہودیوں کے علاوہ تمام اقوام کو شہریت دے گی۔ پہلے شہریت ملنے کی مدت ۱۱؍سال ہوتی تھی اب اسے بھی کم کر کے صرف ۶؍سال کردیا گیا ہے۔ ہندو، سکھ، عیسائی، جین اور بڈھست کو شہریت دینے کیلئے یہ ایکٹ بنایا گیا ہے لیکن مسلمانوں کو اس سے دور رکھا گیا ہے۔ ہندوستان کے پڑوس میں مذکورہ تین ممالک کے علاوہ میانمار، چین اور تبت جیسے ممالک بھی ہیں۔ لوک سبھا میں بل پیش کرتے ہوئے وزیر داخلہ امت شاہ کا کہنا تھا کہ پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان میں اقلیتوں پر ظلم ہوتا ہے اس لئے انہیں پناہ دینا ہندوستان کا اخلاقی فریضہ ہے، اسی لئے ہم یہ بل لے کر آئے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ میانمار اور چین میں بھی مسلمانوں پر ظلم ہورہا ہے، یہ بھی ہندوستان کے پڑوس میں ہیں، پھر انہیں شہریت دینے سے ہندوستان انکار کیوں کررہا ہے۔ سری لنکا میں ہندوؤں پر ظلم ہورہا ہے، تبت میں عیسائیوں پر تشدد ہورہا ہے ان کی فکر کیوں نہیں ہے جبکہ یہ بھی ہندوستان کے پڑوسی ممالک ہیں اور سرحدیں متصل ہیں۔ وزیر داخلہ نے لوک سبھا میں بل پیش کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ بنگلہ دیش اسلامی جمہوریہ ہے، افغانستان اسلامی جمہوریہ ملک ہے، پاکستان بھی اسلامی جمہوریہ ملک ہے پھر ہندو، سکھ عیسائی، جین اور بدھسٹ کہاں جائیں گے اس لئے بھی شہریت ترمیمی قانون کا لانا ضروری ہوگیا ہے، گویا وزیر داخلہ صاحب نے یہ کہنے کی کوشش کی ہے کہ ہندوستان پر مسلمانوں کا حق نہیں ہے جبکہ موجودہ ہندوستان مسلمانوں کی ہی دین ہے۔ مسلمانوں کی حکومت سے قبل ہندوستان ۵۰۰؍ سے زیادہ ٹکڑوں میں بٹا ہوا تھا، مسلمانوں نے متحدہ ہندوستان کی بنیاد رکھی اور مغلیہ حکومت نے اسے عروج بخشا۔ یہ بھی تاریخی سچائی ہے کہ ہندوستان کے مسلمان بنیادی طور پر بھارتی نسل سے ہی تعلق رکھتے ہیں، یہ مختلف مذاہب کا سنگم ہے، کئی مذہب کی شروعات یہیں سے ہوئی ہے اس لئے ہندوستان جیسے ملک کا کوئی ایک مذہب نہ پہلے کبھی تھا اور نہ آج ہوسکتا ہے۔ مورخین نے مسلم حکمرانوں کی حکومت کو بھی اسلامی حکومت قرار نہیں دیا ہے کیوں کہ انہوں نے سیکولرزم اور جمہوی اقدار کے مطابق حکمرانی کی۔ سبھی مذاہب کو آزادی، انصاف، مساوات اور تحفظ فراہم کیا، ذرہ برابر بھی مسلمان اور غیر مسلمان کے درمیان کسی طرح کا فرق نہیں کیا حالاں کہ برہمن بنیادی طور پر اصل ہندوستانی نہیں ہیں، ڈی این اے ٹیسٹ سے بھی ثابت ہوچکا ہے کہ یہ لوگ باہر سے آئے ہوئے ہیں۔

بی جے پی کا ایجنڈا اسرائیل سے ماخوذ ہے۔ اسرائیل کا یہ قانون ہے کہ دنیا کے کسی بھی خطے میں رہنے والا کوئی یہودی اگر اسرائیل کی شہریت حاصل کرنا چاہے گا تو اسے دی جائے گی، یہی فارمولہ بی جے پی ہندوستان میں نافذ کررہی ہے کہ ہندوستان کے دروازے صرف ہندوؤں کیلئے کھلے ہیں دوسرے لفظوں میں یہ کہ یہ ملک صرف ہندوؤں کا ہے۔ بی جے پی نے ابھی صرف تین ممالک کے ہندوؤں کیلئے دروازہ کھولا ہے حالاں کہ ہندو صرف مذکورہ تینوں ممالک میں ہی نہیں رہتے ہیں، ملیشیا، انڈونیشا، متحدہ عرب امارات سمیت دسیوں ممالک میں ہندو آباد ہیں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے، ہندو آبادی کو وہاں مکمل مذہبی آزادی، انصاف، مساوات اور تحفظ حاصل ہے۔ ان ممالک نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ہمیں ہندو برداشت نہیں ہیں۔ کبھی ان ممالک کے حوالے سے گھر واپسی کی خبر سننے کو نہیں ملی۔ ان ممالک نے کبھی وہاں آباد ہندو اور دیگر کمیونٹی سے شہریت ثابت کرنے کا مطالبہ نہیں کیا ہے، مجموعی طور پر ان کی حب الوطنی پر سوال نہیں اٹھایا ہے۔ انٹرنیشنل مذہبی ادارہ کی رپوٹ میں بھی ان ممالک میں مذہبی آزادی کے حوالے سے منفی نہیں ہے۔ دنیا کے بہت سارے ممالک نے ہندوستانیوں کو شہریت دے رکھی ہے، امریکہ، برطانیہ اور کناڈا میں ہندوستانی شہری اب وہاں کی سیاست پر اثر انداز ہورہے ہیں۔ متحدہ عرب امارات نے تجارت کرنے گئے ہندوؤں کو باضابطہ مندر بنا کردیا ہے کہ وہ اپنے مذہبی رسومات کی ادائیگی کرسکیں۔ دوسری طرف بھارت کی موجودہ حکومت اپنے ہی شہریوں کو غیر ملکی قرار دینے کی کوشش کررہی ہے۔ شہریت کے ثبوت کا مطالبہ کر کے عوام، فوج اور پورے سسٹم کو مشکوک قرار دے رہی ہے۔ اپنے شہریوں پر شک کر کے ان کیلئے این آر سی کرانا فوج کی سب سے بڑی توہین ہے، کیوں کہ ہندوستان کی ہر سرحد پر فوج لگی ہوئی ہے تو پھر دوسرے ملک کے لوگوں کا ہندوستان میں داخلہ کیسے ہوگیا۔

اگر ہوا ہے تو حکومت کے پاس ریکارڈ کیوں نہیں ہے۔ روہنگیا کے بارے میں سرکار کے پاس ریکارڈ موجود ہے تو پھر پاکستان اور بنگلہ دیش سے آنے والے مسلمانوں کا ریکارڈ سرکار کے پاس کیوں نہیں ہے؟ اب تک کتنے پاکستانی اور بنگلہ دیشی عوام نے ہندوستان کی طرف ہجرت کی ہے۔ سرکار کے پاس کوئی ایک ثبوت اور ڈاٹا نہیں ہے اس کے باوجود سرکار کہہ رہی ہے کہ ہمارے ملک میں بہت سارے بنگلہ دیشی اور پاکستانی ہیں جو دراصل درانداز اور گھس پیٹھیے ہیں۔ شہریت ترمیمی قانون کے حوالے سے امت شاہ بار بار یہ یقین دہانی کرارہے ہیں کہ اس قانون کا ہندوستان کے مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ انہیں ذرہ برابر اس سے کوئی نقصان نہیں پہونچے گا، ان کی آزادی، شناخت، تحفظ، مساوات اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کا اس قانون سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ امت شاہ کی یہ یقین دہانی حقیقت کے خلاف ہے اور محض جملہ ہے۔ ان جملوں پر اس وقت تک کسی حد تک بھروسہ کرنا ممکن تھا جب این آر سی نافذ کرنے کی بات نہیں ہوتی لیکن وزیر داخلہ یہ بھی صاف لفظوں میں کہہ چکے ہیں کہ وہ ہر حال میں این آر سی بل لائیں گے۔ پہلے شہریت ترمیمی قانون کی منظوری ،اس کے بعد پورے ملک میں این آر سی کا نفاذ۔ اس کاروائی کا واحد مقصد مسلمانوں کو نشانہ بنانا اور انہیں پریشان کرنا ہے۔

این آر سی میں جن لوگوں کا نام نہیں آئے گا ان میں مسلمانوں کے علاوہ سب کو شہریت ترمیمی ایکٹ کی بنیاد پر شہری تسلیم کرلیا جائے گا مسلمانوں کیلئے کوئی آپشن نہیں ہوگا کیوں کہ این آر سی کی بنیاد پر وہ غیر ملکی ٹھہرائے جائیں گے اور قانون کے مطابق غیر ملکی مسلمانوں کو ہندوستان شہریت نہیں دے گا۔ یہ قانون یقینی طور پر انسانی حقوق، ملکی دستور اور انصاف کے خلاف ہے تاہم یہ قانون بن چکا ہے جس کا اصل مقصد مسلمانوں کو نقصان پہونچانا ہے جس سے بچنا اور اس سازش کو ناکام بنانا ضروری ہوگیا ہے اور اس کا اثر این آر سی نافذ ہونے کا بعد ظاہر ہوگا۔ اس لئے مستقبل کو سامنے رکھتے ہوئے ابھی سے تین کام اہم اور ضروری ہوگیا ہے۔ پہلے نمبر پر تمام شہریوں بالخصوص مسلمانوں کو اپنا ڈوکومینٹ بنوالنا چاہیئے، جن کے ڈوکومینٹ میں غلطیاں ہیں اسے درست کرالینا چاہیئے۔ دوسرا کام یہ ہے کہ سپریم کورٹ میں انصاف پسند وکلاء بھی اس کے خلاف عرضیاں داخل کریں۔ تیسرا کام یہ ہے کہ ہم اس بل کے خلاف پر امن احتجاج جاری رکھیں اور یہ مطالبہ برقرار رہے کہ شہریت ترمیمی بل کو ترمیم کر کے مسلمان کو بھی ایڈ کیا جائے اور این آر سی کا ہم مکمل طور پر بائیکاٹ کرنے کی کوشش کریں۔ ڈوکومینٹ کی درستگی اور اس کی تصیح کرانے کے ساتھ بائیکاٹ کی بات ہم اس لئے کررہے ہیں کہ دستاویز کا درست رہنا آفیشل کاموں کیلئے ضروری ہے لیکن ہم اپنی شہریت ثابت کرنے کیلئے کسی کو اپنا ڈوکومینٹ نہیں دیں گے۔ کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ ہماری شہریت کو چیلنج کرے۔ ہم ہندوستان کے باعزت شہری ہیں، یہ ملک ہمارا ہے اور ہم ہمیشہ یہیں رہیں گے۔

عالمی عدالت انصاف کا فیصلہ

سید مجاهد عالم

میانمار کو گذشتہ جمعہ کے دن اس وقت بڑی خفت اور شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا جب عالمی عدالت انصاف نے اس کو مسلم روہنگیا اقلیتوں کی حفاظت کے لئے فوری اقدامات کرنے کا حکم دیا، عدالت کا کہنا تھا کہ میانمار روہنگیا اقلیتوں کے خلاف ہونے والے جرائم کے ثبوت محفوظ کرے، افریقی ملک گامبیا کی درخواست پر سنوائی کرتے ہوئے عالمی عدالت انصاف کے جج عبدالقیوم یوسف نے یہ فیصلہ پڑھ کر سنایا۔ انہوں نے اپنے تبصرے میں کہا کہ روہنگیا اقلیت نسل کشی کے سنگین خطرات سے دوچار ہے۔ عدالت نے اپنے عبوری فیصلے میں زور دے کر کہا کہ میانمار نے روہنگیا اقلیتی آبادی کی بنگلہ دیش سے واپسی کے لئے جن اقدامات کا دعویٰ کیا تھا وہ ناکافی ہے جب کہ میانمار کے لوگوں پر سیاسی اور فوجی پالیسیاں ہمیشہ پر تشدد طریقے اور طاقت کے استعمال سے نافذ کی جاتی رہی ہے، جج عبدالقیوم نے کہا میانمار کے خلاف عالمی عدالت انصاف کا مقدمہ میانمار کے عوام کے خلاف نہیں بلکہ یہ سیاسی اور فوجی طاقت استعمال کرنے والے ذمہ داروں کے خلاف ہے۔

عالمی عدالت کا یہ فیصلہ تمام ججوں کے اتفاق رائے سے آیا ہے جس میں ۱۷ ججوں پر مشتمل بنچ اپنا متفقہ فیصلہ سنا رہی تھی، ہیگ عدالت میں میانمار معاملے پر ایک گھنٹے تک سماعت چلی، عدالت نے میانمار کو حکم دیا ہے کہ وہ چار ماہ میں آئی سی جے کو مطلع کرے کہ عدالتی حکم نامے پر اس نے کتنا عمل کیا ہے، ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ وہ اس کے بعد ہر چھ ماہ میں حالات سے آگاہ کرے۔ فیصلے کے وقت میانمار کی اسٹیٹ کونسلر آنگ سانگ سوچی عدالت میں موجود تھیں، اور اس وقت ان کے اس بیان کا بھی نوٹس لیا گیا جس میں انہوں نے فوجی کارروائی کی حمایت کی تھی، عدالت کے تبصرے کے بعد آنگ سانگ سوچی نے کہا ”ہوسکتا ہے کہ روہنگیا کے خلاف جنگی جرائم ہوئے ہوں لیکن ان کا قتل عام نہیں ہوا ہے،“ روہنگیوں کے قتل عام کا دعویٰ جھوٹا ہے، ان کا کہنا تھا کہ مسلمانوں کے سلسلے میں اگر کچھ غلط ہوا ہے تو مجرموں کو ملک کے قانون کے مطابق سزا ملے گی، عدالتی فیصلے اور اس کے سخت تبصرے کے جواب میں آنگ سانگ سوچی کا اگلا قدم کیا ہوگا اور وہ روہنگیا کی حفاظت کے سلسلے میں حکم نامے پر کیا عمل کرتی ہیں اس پر ابھی کچھ کہنا جلد بازی ہوگی۔

لیکن اس میں دو رائے نہیں کہ سوکی کا رویہ مسلمانوں کے ساتھ بڑا نارواں رہا ہے، جب ساری دنیا چیخ چیخ کر روہنگیا مسلمانوں پر فوجی اور بودھ بھکشوؤں کے ذریعہ مبینہ مظالم کے خلاف میانمار کو جھنجھوڑنے کی کوشش کررہے تھے اس وقت میانمار کی اسٹیٹ کونسلر اس سچائی کو تسلیم کرنے سے انکار کررہی تھیں کہ میانمار میں روہنگیا پر مظالم کئے جارہے ہیں، عالمی عدالت کے سامنے بھی انہوں نے بڑی خوبصورتی سے اس سچائی کو جھٹلا دیا تھا لیکن سوچی اس وقت بھی اس الزام کی نفی کرتی رہی تھیں، واضح ہو کہ میانمار پر روہنگیا کی مسلم اقلیتی آبادی کو نشانہ بنانے اور ان کی نسل کشی کے الزامات لگائے جاتے رہے ہیں۔ دو برس قبل اقدام متحدہ اور امریکی ایوان نمائندگان میانمار کی فوج کو روہنگیا اقلیتوں کی نسل کشی کا مرتکب قرار دے چکے ہیں۔ سال 2017 میں فوج کے کریک ڈاؤن اور مظالم سے تنگ آ کر تقریباً سات لاکھ تیس ہزار روہنگیا افراد نے میانمار سے نقل مکانی کی تھی اور بنگلہ دیش کے سرحدی علاقوں میں قائم کیمپوں میں پناہ لی تھی، بنگلہ دیش کے انہی کیمپوں میں روہنگیا آبادی کی لاکھوں افراد عورتیں، مرد، بزرگ اور بچے آج بھی کسمپرسی کی حالت میں زندگی گذارنے پر مجبور ہیں، جبکہ میانمار ان کی واپسی سے انکار کررہا ہے۔ ادھر روہنگیا پناہ گزینوں کو بھی اس بات کا خوف ہے کہ اگر وہ اپنے وطن میانمار کے رخائن علاقے میں واپس لوٹتے ہیں تو ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جائے گا اور مظالم کو دہرایا جائے گا۔

عالمی عدالت انصاف کے سخت تبصرے کے بعد میانمار کو ان پر عمل کرنا ناگزیر ہوگیا ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو توہین عدالت کا بھی مرتکب ہوگا، نیز ان کے جھوٹے دعوؤں کی جڑیں مزید گہری ہوجائیں گی، اگر میانمار اپنے دعوؤں میں سچا ہے تو اسے بنگلہ دیش سے اپنے روہنگیا پناہ گزینوں کو فوراً واپس بلانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس وقت ساری دنیا ہیگ کی عالمی عدالت کے اس فیصلے کی طرف اپنی نظریں مرکوز کئے بیٹھی ہے۔ اس کا اثر خواہ کچھ بھی ہو عالم اسلام میں افریقی ملک گیمبیا کی اس کوشش کا پرتپاک انداز میں خیر مقدم اور گامبیا حکومت کے حوصلے کی پذیرائی کی جارہی ہے۔

وہیں بین الاقوامی عدالت بھی اس قدم کے لئے قابل مبارکباد ہے کہ اس نے گامبیا کی درخواست کو قابل سماعت سمجھا اور اس کو منطقی انجام تک پہونچایا، عالمی عدالت نے میانمار کے حوالے سے عالم اسلام کی بے چینی کو جس سنجیدگی سے سنا اس نے اس کی لاج رکھ لی۔ حقیقت میں اگر عالمی عدالت اس معاملے پر میانمار حکومت سے باز پرس کرتی رہے گی تو ممکن ہے کہ روہنگیا کو جلد انصاف مل جائے۔ آج روہنگیا مسلمان نہ صرف میانمار بلکہ بنگلہ دیش اور دیگر ملکوں میں کیمپوں میں رہ رہے ہیں بلکہ وہ نہایت تکلیف کے عالم میں ہیں جو ناقابل بیان ہے۔

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

چین میں کورونا وائرس سے ۲۵۹؍افراد ہلاک

چین میں کورونا وائرس سے مرنے والوں کی تعداد بڑھ کر ۲۵۹؍ ہوگئی ہے جبکہ ۱۷۱۹۱؍لوگ اس وائرس کی زد میں ہیں۔ چین کے قومی صحت کمیشن نے ہفتہ کو یہ اطلاع دی۔ صحت کمیشن نے کہا ۳۱؍جنوری کی آدھی رات تک قومی صحت کمیشن کو ۳۱؍صوبوں سے ۱۱۷۹۱؍افراد میں کورونا وائرس پائے جانے کی اطلاع ملی ہے، جس میں ۱۷۹۵؍لوگوں کی حالت نازک ہے۔ اس انفیکشن سے ۲۵۹؍لوگوں کی موت ہوچکی ہے، جبکہ ۲۴۳؍لوگوں کو اسپتالوں سے چھٹی مل چکی ہے۔'' اس کے علاوہ ۱۷۹۸۸؍سے زیادہ لوگوں میں کورونا وائرس ہونے کا شبہ ہے۔ گزشتہ ۲۴؍گھنٹوں کے دوران کورونا وائرس کے ۲۱۰۰؍نئے کیس سامنے آئے ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ کورونا وائرس کا پہلا معاملہ گزشتہ سال دسمبر کے آخر میں چین کے ووہان میں سامنے آیا تھا جو موجودہ وقت میں چین سمیت کئی ممالک میں پھیل چکا ہے۔ (یو این آئی)

جاپان میں زلزلہ کے جھٹکے

جاپان کے مشرقی علاقے میں دو مختلف مقامات پر زلزلہ کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔ امریکی جیولوجیکل مرکز نے یہ اطلاع دی۔ دونوں بار زلزلے کی شدت ریکٹر سکیل پر بالترتیب 5.2 اور 5.3 تھی۔ مرکز نے بتایا کہ جنوب میں واقع اسہی نامی شہر میں جمعہ کو مقامی وقت کے مطابق چار بج کر گیارہ منٹ پر زلزلہ کا پہلا جھٹکا محسوس کیا گیا۔ زلزلہ کی شدت ریکٹر اسکیل پر 5.2 تھی۔ جو زمین کی سطح سے 39.8 کلومیٹر کی گہرائی میں واقع تھا۔ جبکہ دوسرا زلزلہ کا جھٹکا پانچ بجکر سات منٹ پر اوشیکو نامی شہر میں محسوس کیا گیا اور یہاں زلزلہ کی شدت ریکٹر اسکیل پر 5.3 تھی جو زمین سے 70 کلومیٹر کی گہرائی میں واقع تھا۔ زلزلے سے کسی جان مال یا دیگر کسی نقصان کی کوئی اطلاع ابھی تک نہیں ملی ہے اور نہ ہی سونامی کی وارننگ جاری کی گئی ہے۔ قابل ذکر ہے کہ جاپان سب سے زیادہ زلزلہ والے علاقے میں آتا ہے۔ ۲۰۱۱ء میں جاپان میں 9.0 کی شدت والا انتہائی خوفناک زلزلہ آیا تھا جس میں پندرہ ہزار افراد کی جان چلی گئی تھی اور بہت زیادہ تباہی بھی ہوئی تھی۔ (یو این آئی)

کورونا وائرس کی ویکسین کیلئے فنڈنگ کا آغاز

چین سمیت دنیا بھر میں کورونا وائرس کی سنگینی کے بعد اب چین کی امیر ترین شخصیت اور ''علی بابا'' کے بانی جیک ما بھی میدان میں اتر آئے ہیں۔ انہوں نے کورونا وائرس کی ویکسین تیار کرنے کے لیے ایک کروڑ ۴۴؍لاکھ ڈالر عطیہ کرنے کا اعلان کردیا۔ جیک کے خیراتی ادارے کے مطابق ارب پتی جیک ما کی خیرات کردہ رقم سے ۵۸؍لاکھ ریسرچ اداروں کے لیے مختص کئے گئے ہیں جہاں اس مرض کی ویکسین تیار کرنے کے لیے سائنسدان دن رات کوششوں میں مصروف ہیں، جبکہ باقی رقم کرونا وائرس کے پھیلاؤ کو روکنے اور اس کے علاج کے لیے خرچ کی جائے گی۔ (یو این آئی)

طیارہ بیچنے کیلئے رشوت: طیارہ ساز کمپنی ایئربس پر چار ارب ڈالر کا جرمانہ

مشہور یوروپی طیارہ ساز کمپنی ایئربس بدعنوانی اور فراڈ کے مقدمات سے بچنے کے لئے فرانس، برطانیہ اور امریکہ کو ۴؍ارب ڈالر جرمانہ ادا کرے گی۔ ایئربس طیارہ بیچنے کے لئے دنیا بھر میں رشوتیں دینے اور فراڈ کے الزامات ہیں اس سلسلہ میں فرانس، امریکہ اور برطانیہ میں ایئربس کے خلاف تحقیقات کی گئی ہیں۔ تینوں ملکوں کی عدالتوں کی منظوری سے ایئربس کے ساتھ معاہدہ طے پا گیا جس کے تحت ایئربس مقدمات سے بچنے کے لیے اُنہیں ۳؍ارب ۶۰؍کروڑ یورو یعنی ۴؍ارب ڈالر جرمانہ ادا کرے گی۔ (یو این آئی)

برطانیہ ۴۷؍سال بعد یوروپی یونین سے الگ

برطانیہ ۴۷؍سال بعد یوروپی یونین (ای یو) سے الگ ہوگیا جس پر برطانیہ میں اہم عمارتیں برطانوی پرچم کے رنگ میں رنگ گئیں۔ برطانوی وزیراعظم کی رہائش گاہ پر روشن کی گئی گھڑی نے یونین سے علیحدگی کا اعلان کیا۔ بیلجیم میں برطانوی سفارتخانے سے یوروپی یونین کا پرچم اتار دیا جبکہ بروسیلز سے یونین جیک بھی ہٹا دیا گیا۔ بریگزٹ پر عمل سے کچھ گھنٹے پہلے برطانوی کابینہ کا علامتی اجلاس ہوا جس کے بعد جاری بیان میں وزیراعظم بورس جانسن نے کہا کہ بریگزٹ انکی زندگی کی سب سے بڑی خوشی ہے۔ برطانیہ کے اپوزیشن لیڈر جریمی کوربن نے کہا کہ بریگزٹ ڈے جشن کا نہیں، تشویش کا دن ہے، انہوں نے مستقبل کے حوالہ سے اپنے خدشات کا بھی واضح اظہار کیا ہے۔ اس علیحدگی پر ایک رہنما کا کہنا ہے کہ یوروپی یونین سے علیحدگی ملکی تاریخ کا اہم موڑ ہے، یوروپی یونین چھوڑنے کے لئے دیگر ملکوں سے تجارت، ثقافت اور دیگر شعبوں میں تعاون بڑھائیں گے۔ ادھر امریکی وزیر خارجہ مائیک پومپیو نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ برطانیہ اور یوروپی یونین نے بریگزٹ پر اتفاق کیا، بریگزٹ ڈیل سے برطانوی عوام کی امنگوں کی ترجمانی ہوئی، برطانیہ سے مضبوط اور تعمیری تعلقات جاری رہیں گے۔ (یو این آئی)

ڈبلیو ایچ او نے کورونا وائرس کو عالمی سطح پر ایک ہنگامی صورتحال قرار دیا

عالمی ادارہ صحت (ڈبلیو ایچ او) نے چین سمیت دنیا بھر کے دیگر ملکوں میں پھیلے کورونا وائرس کو عالمی صحت کے لئے ایمرجنسی قرار دیا ہے۔ جمعرات کو اس سلسلے میں ڈبلیو ایچ او کی ہنگامی کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ کمیٹی نے کہا کہ کمیٹی کا خیال ہے کہ وائرس کو پھیلنے سے روکنا اب بھی ممکن ہے بشرطیکہ اس بیماری کا آسانی سے پتہ لگانے کے لئے سخت اقدامات کیے جائیں۔ (یو این آئی)

بزنس روزگار و کیریئر

عام بجٹ کو کابینہ کی منظوری

مرکزی کابینہ نے سال 2020-21 کے عام بجٹ کو ہفتہ کو منظوری دے دی۔ وزیراعظم نریندر مودی کی صدارت میں پارلیمنٹ ہاؤس کیمپس میں ہونے والی کابینہ کی میٹنگ میں بجٹ کی منظوری دے دی گئی۔ اس سے پہلے وزیرخزانہ نرملا سیتارمن نے عام بجٹ کی ایک کاپی صدر رام ناتھ کووند کو دی۔ (یو این آئی)

صنعت اور تجارت کے لئے 27 ہزار 300 کروڑ روپے مختص

صنعت اور تجارت کے شعبہ کے لئے 2020-21 کے عام بجٹ میں 27300 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ وزیرخزانہ نرملا سیتارمن نے ہفتے کو لوک سبھا میں آئندہ مالی سال کا عام بجٹ پیش کرتے ہوئے یہ اعلان کیا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کا منصوبہ ہر ضلع کو برآمدات کا مرکز بنانا ہے۔ اس کے لئے متعلقہ انتظامات کرنے کے لئے 27300 کروڑ روپے کا التزام کیا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ برآمدات کو فروغ دینے کے لئے حکومت ملک بھر میں رابطے قائم کرنے کی سہولت کو بڑھانے پر زور دے گی۔ ٹرانسپورٹ کے بنیادی ڈھانچے کو تیار کرنے کے لئے 1.76 کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے۔ آبی راستوں کو فروغ دیا جائے گا اور سال 2024 تک اور 100 ہوائی اڈے بنیں گے۔ ضلعوں کو بندرگاہوں سے جوڑنے کے لئے خصوصی کسان ریل گاڑی چلانے کی تجویز کی گئی ہے، جنہیں نجی سرکاری حصہ داری سے چلایا جائے گا۔ ان کے ذریعہ تازے پھل، سبزیاں اور اناج کو بین الاقوامی بازار تک لے جانا ممکن ہوگا۔ (یو این آئی)

ووہان سے 324 مسافروں کے ساتھ دہلی پہنچا ایئر انڈیا کا طیارہ

چین کے شہر ووہان سے 324 ہندوستانی شہریوں کو لے کر ایئر انڈیا کا خصوصی طیارہ سنیچر کی صبح دہلی پہنچا۔ چین میں نوول کورونا وائرس کے وبائی شکل اختیار کرنے کے پیش نظر حکومت نے اپنے شہریوں کو وہاں سے نکالنے کا فیصلہ کیا ہے۔ چارٹرڈ پرواز سے لائے گئے تمام 324 مسافروں کو 14 دن تک مانیسر اور چھاؤلہ کیمپ میں خاص طور پر بنائے گئے کیمپوں میں رکھا جائے گا تاکہ وہ دوسرے لوگوں کے رابطے میں نہ آسکیں۔ ڈاکٹروں کی ٹیم ان کی صحت کی باقاعدہ جانچ کرے گی۔ ایئر انڈیا کا بوئنگ 747 ڈبل ڈیکر جمبو طیارے جمعہ کو دوپہر بعد 1.17 بجے دہلی سے روانہ ہوا تھا اور ہندوستانی وقت کے مطابق ہفتہ کی صبح تقریباً ایک بجے ووہان سے واپسی ہوئی، پرواز میں رام منوہر لوہیا اسپتال کے پانچ ڈاکٹر اور ایئر انڈیا کے ایک پیرمیڈیکل اسٹاف کو بھی بھیجا گیا تھا۔ ووہان میں طیارے میں بورڈنگ سے قبل تمام مسافروں کی اسکریننگ کی گئی۔ ووہان سے آئے مرد مسافروں کے لئے دہلی کے پاس مانیسر میں اور عورتوں کے لئے چھاؤلہ میں خصوصی کیمپ بنائے گئے ہیں۔ چونکہ وائرس کے انفیکشن کی علامات سامنے آنے میں 14 دن کا وقت لگ سکتا ہے، اس لئے 14 دن تک ان مسافروں کو آبادی سے دور رکھنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ قابل ذکر ہے کہ دنیا بھر میں نوول کورونا وائرس کے 9800 سے زیادہ کیسز کی تصدیق ہوچکی ہے اور ان میں 99 فیصد کیس چین کے ہیں۔ (یو این آئی)

5 لاکھ سے 7.5 لاکھ تک 10% تک ٹیکس

وزیرخزانہ نرملا سیتارمن بجٹ 2020 کی تقریر کے دوران یہ اعلان کیا ہے کہ نئے انکم ٹیکس سلیب کے مطابق 5 سے 7.5 لاکھ روپے کے درمیان آمدنی پر 10 فیصد، 7.5 سے 10 لاکھ روپے میں 15 فیصد ٹیکس عائد ہوگا۔ اس کے علاوہ انہوں نے کہا کہ بینک اکاؤنٹ ہولڈرز کے اکاؤنٹ کی حفاظت کے لئے ایک لاکھ روپے ڈپازٹ انشورنس تھا۔ وزیرخزانہ نے اپنے بجٹ کے اعلان میں کہا کہ اب اس حد کو 1 لاکھ سے بڑھا کر 5 لاکھ روپے کردیا گیا ہے۔ (نیوز 18)

معیشت میں سستی کا اثر، اس سال کم ہوں گی 16 لاکھ نوکریاں: رپورٹ

معیشت میں سست روی سے ملک میں روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں بری طرح اثر پڑا ہے۔ موجودہ مالی سال میں نئی نوکریوں کے مواقع ایک سال پہلے کے مقابلے میں بہت کم پیدا ہوئے ہیں۔ ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ جاری مالی سال 2019-20 میں گزشتہ مالی سال 2018-19 کے مقابلے میں 16 لاکھ کم نوکریوں کے مواقع پیدا ہونے کا اندازہ ہے۔ گزشتہ مالی سال میں کل 89.7 لاکھ روزگار کے مواقع پیدا ہوئے تھے۔ ایس بی آئی ریسرچ کی رپورٹ ایکوریپ کے مطابق آسام، بہار، راجستھان، اترپردیش اور اوڈیشہ جیسی ریاستوں میں نوکری اور مزدوری کے لئے باہر گئے لوگوں کی طرف سے گھر بھیجے جانے والی رقم میں کمی آئی ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ کانٹریکٹ ورکروں (ٹھیکہ پر کام کرنے والے ملازمین) کی تعداد کم ہوئی ہے۔ (نیوز 18)

ایجوکیشن سیکٹر کے لیے بڑے دعوے

وزیرخزانہ نرملا سیتارمن نے اپنے دوسرے بجٹ میں ایجوکیشن سیکٹر کو لے کر کئی بڑے اعلانات کئے ہیں۔ وزیرخزانہ نے ایجوکیشن سیکٹر کو لے کر کہا کہ بہت جلد ہی ملک میں نئی ایجوکیشن پالیسی لائی جائے گی۔ انہوں نے بتایا کہ اس کو لے کر ریاستوں سے بات چل رہی ہے اور جیسے ہی اس کے ابتدائی مرحلے کا عمل مکمل ہوجائے گا، نئی ایجوکیشن پالیسی کو پیش کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ایجوکیشن سیکٹر میں بہتر اساتذہ اور دیگر سہولیات کے لئے بڑے سطح پر رقم مختص کی جائے گی۔ اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے وزیرخزانہ نے ایجوکیشن سیکٹر میں براہ راست غیرملکی سرمایہ کاری لانے کا اعلان کیا ہے۔ وزیرخزانہ نے بتایا کہ مارچ 2021 تک پورے ملک میں کل 150 اعلیٰ تعلیمی اداروں میں اپرینٹس شپ پروگرام شروع کیا جائے گا۔ (نیوز 18)

ذہنی تناؤ کے صحت پر اثرات

ذہنی تناؤ زندگی کا ایک حصہ ہے، تناؤ پر تحقیق کرنے والے ماہر ڈاکٹر ہانس سیلے کہتے ہیں: "تناؤ سے مکمل نجات موت کی مانند ہے۔ ہر روز چھوٹے موٹے کام کرنے کی تحریک ہمیں کم وبیش تناؤ سے ہی حاصل ہوتی ہے۔" غیر ضروری تناؤ اگر بیماریاں پیدا کرتا ہے۔ تو دوسری طرف یہ ہماری کارکردگی کو بہتر بنانے اور ہمیں فعال رکھنے کے لیے ناگزیر بھی ہے۔ ایک طویل مدت تک تناؤ میں مبتلا رہنے والے اپنی ساری توانائی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور زیادہ جسمانی محنت کیے بغیر بھی انسان تھکن سے چور چور ہو جاتا ہے۔ تعمیری تناؤ زندگی میں کامیابی کے لیے مددگار ہوتا ہے، لیکن منفی تناؤ ہماری صلاحیت عمل اور ہماری صحت پر مضر اثر ڈالتا ہے۔ منفی تناؤ ہماری صحت کو کس قدر اور کس طرح متاثر کر رہا ہے۔ اس کو پہنچاننے کے لیے ان علامات پر غور کیا جانا چاہیے۔ ذہنی علامات ☆ تنگ مزاجی، بلا وجہ غصہ آنا ☆ یکسوئی میں کمی ☆ قوت فیصلہ سے محرومی ☆ بھلکڑ پن ☆ الجھے ہوئے خیالات جسمانی علامات ☆ پٹھوں میں جکڑن (کندھوں اور کمر درد) ☆ سانس لینے میں بے ترتیبی ☆ ہتھیلیوں میں پسینا آنا ☆ ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ جانا ☆ منہ سوکھنا ☆ چکر آنا ☆ دل کی دھڑکن میں اضافہ ☆ جی گھبرانا ☆ بار بار پیشاب آنا ☆ دست آنا ☆ بے چینی کی وجہ سے ادھر ادھر ٹہلنا ☆ ہاتھوں پیروں میں کپکپاہٹ۔ عملی علامات زیادہ سگریٹ یا شراب پینا ☆ کھانے میں کمی یا زیادتی ☆ نیند میں کمی یا زیادتی ☆ ناخن کترنا ☆ سر کے بال نوچنا ☆ دوسروں سے ملنے جلنے سے اجتناب ☆ صفائی سے بے پرواہی ☆ ڈرائیونگ میں بے پروائی ☆ انگلیاں چلاتے رہنا، منہ بنانا، ہونٹ بجانا وغیرہ ☆ لگاتار بولتے رہنا ☆ کام میں بالکل ڈوب جانا یا پھر بار بار چھٹی لینا۔ اگر مذکورہ بالا علامات ایک طویل مدت قائم رہیں تو ان کے پس پشت تناؤ کی کارفرمائی بھی ہوسکتی ہے۔ معالج سے مشورہ کر لینا چاہیے۔ تاکہ بروقت اس کا تدارک کیا جا سکے۔ طویل مدت تک قائم رہنے والے تناؤ سے مندرجہ ذیل مسائل سامنے آسکتے ہیں۔ بلند فشار خون تبدیلیوں کے اس دور میں ہمیں بہت سے سمجھوتے جلدی جلدی کرنے ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ اپنے آپ کو ان تبدیلیوں سے کسی تناؤ کے بغیر ہم آہنگ کر لیتے ہیں، لیکن کچھ لوگوں کے لیے یہ آئے دن کی تبدیلیاں تناؤ کا سبب بن جاتی ہیں۔ بلند فشار خون (ہائی بلڈ پریشر یا ہائپر ٹینشن) کا تناؤ سے براہ راست تعلق ہوتا ہے۔ مقابلے اور مسابقت کے اس دور میں ہمیں بہت زیادہ ہوشیار اور محتاط یعنی تناؤ کی حالت میں رہنا ہوتا ہے اور یہ تناؤ بلند فشار خون میں بدل سکتا ہے بلند فشارِ خون کی دیگر وجوہ بھی ہوسکتی ہیں۔ اختلاج عام حالات میں ہمارا دل ساٹھ تا اسی بار فی منٹ کے حساب سے دھڑکتا ہے، لیکن جسمانی یا ذہنی محنت کے دوران اس کی حرکت 150 تا 200 فی منٹ ہو جاتی ہے۔ تناؤ سے بھی اختلاج ہوسکتا ہے۔ دل کا دورہ طویل مدت تک چلنے والے تناؤ سے خون میں گاڑھا پن آجاتا ہے اور کلاٹ بننے کے امکانات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں دل کا دورہ بھی پڑ سکتا ہے۔ آدھے سر کا درد سر کے آس پاس کے پٹھے جب تناؤ کے سبب بہت دیر تک دباؤ میں رہتے ہیں تو درد سر کا باعث بن جاتے ہیں۔ آدھے سر کا درد (میگرین) اس سے الگ اور کافی پیچیدہ ہوتا ہے۔ اس میں سر کی کچھ نسیں پہلے سکڑتی ہیں پھر فوراً ڈھیلی پڑ جاتی ہیں۔ میگرین کا درد سکڑتا ہوا سا محسوس ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کا ایک سبب تناؤ بھی ہو۔ مستقل تھکن ہمہ وقت تھکن محسوس کرنا تناؤ کی سب سے عام علامت ہے۔ جسمانی محنت کے بعد تھکن کا احساس درست ہوتا ہے، لیکن جسمانی محنت کے بغیر ہمیشہ تھکن محسوس کرتے رہنے کا سبب تناؤ بھی ہوسکتا ہے۔ السر عموماً اس بیماری میں معدے کی اندرونی جلد چھل جاتی ہے۔ اس کی اہم ترین علامت درد ہے۔ ویسے تو تیزابیت (ACIDITY) کی جلن سے بچنے کے لیے معدہ خود حفاظتی لعابی تہ) میوکس: MUCUS بنالیتا ہے، لیکن تناؤ کی حالت میں میوکس کم ہو جاتا ہے اور تیزابیت (ایسڈ) کی مقدار بڑھتی جاتی ہے۔ نتیجے میں اندرونی جلد چھل جاتی ہے اور زخم معدہ (السر) نمودار ہو جاتا ہے۔ تناؤ عموما اس بیماری کو پیدا نہیں کرتا بلکہ ابھارتا ہے۔ کمر میں درد اندیشہ ہائے دور دراز اور تناؤ کی وجہ سے جسمانی بے چینی اتنی بڑھ جاتی ہے۔ کہ متعلقہ شخص کو بالکل مفلوج کر دیتی ہے۔ اور اگر درد کمر کسی اور وجہ سے ہو تو کسی عزیز کی موت، خانگی مسائل، ملازمت، باہمی تعلقات میں ناخوش گواری وغیرہ سے پیدا ہونے والا تناؤ مرض کی شدت میں اضافہ کر دیتا ہے۔ الرجی یہ سچ ہے کہ صرف تناؤ ہی کی وجہ سے الرجی نہیں ہوتی لیکن تناؤ سے الرجی کا آغاز ضرور ہوسکتا ہے۔ بعد ازاں الرجی خود تناؤ کا سبب بن جاتی ہے۔ زکام کھانسی زکام اور تناؤ کا گہرا تعلق ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ تناؤ زیادہ ہونے کی حالت میں زکام انسان کو جلد اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تناؤ سے جسم کا دفاعی نظام کمزور ہو جاتا ہے۔ نظام ہضم بگڑنے کے دیگر اسباب کے علاوہ تناؤ بھی نظام ہضم کو خراب کرتا ہے۔ گھبراہٹ ہماری زندگی کا حصہ ہے۔ ظاہر ہے کہ جب زندگی میں کوئی غیر متوقع مسئلہ سامنے آئے گا تو تھوڑی بہت گھبراہٹ محسوس ہوسکتی ہے۔ یہ گھبراہٹ صحت کی علامت ہے۔ کیوں کہ یہ ہمیں مسائل کو حل کرنے کے لیے تیار کرتی ہے۔ ان حالات میں یہ گھبراہٹ مفید ہے، کیوں کہ یہ ہمیں فعال بناتی ہے اور ہماری کارکردگی میں اضافہ کرتی ہے، لیکن جب یہ گھبراہٹ مستقل قائم رہے یا ایک طویل مدت تک ہم پر مسلط رہے تو اس سے ہمارا اعصابی نظام کمزور ہو جاتا ہے۔ دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے۔ اور سانس تیزی سے چلنے لگتی ہے۔ منہ سوکھنے لگتا ہے اور پیاس میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ نت نئے اندیشے انگڑائیاں لینے لگتے ہیں۔ اگر اس قسم کی گھبراہٹ اور اندیشوں کو کنٹرول نہ کیا جائے تو صحت خراب ہونا یا دیگر نفسیاتی مسائل کا پیدا ہونا باعث تعجب نہیں۔ افسردگی اور اضمحلال اس دنیا میں کوئی بھی انسان ایسا نہیں ہے جس نے زندگی میں تناؤ کا سامنا نہ کیا ہو۔ ہر ممکن کوشش کے باوجود ہر شے ہماری مرضی کے تابع نہیں ہوتی۔ اس ناکامی کے سبب ہم رنج والم سے دوچار ہوتے ہیں۔ ہم رنج والم کی وجہ سے بد مزاج ہو جاتے ہیں۔ ہماری خود اعتمادی کم ہو جاتی ہے۔ ہم زندگی کے ہر پہلو سے کچھ بے نیاز سے ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ افسردگی ایک طویل مدت تک ہم پر مسلط رہے تو ہماری صحت خراب ہو جاتی ہے، ہم مختلف بیماریوں کے چنگل میں گرفتار ہوسکتے ہیں ہم نفسیاتی امراض کا شکار بھی ہوسکتے ہیں، اس لیے کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم تناؤ کی ان علامات کو بخوبی پہچان لیں اور تناؤ کے تسلط سے نجات حاصل کرنے کے لیے بروقت مثبت کاروائی کریں۔ متوازن غذا اور مناسب ورزش کے ساتھ ساتھ تناؤ کا مقابلہ کرنا سیکھیں۔ آج کا نام نہاد ترقی یافتہ انسان تسخیر مہر و ماہ کے باوجود اپنے من پر قابو نہیں پا سکا ہے اور اس کی آسائشیں، سہولیات بلکہ تمام مادی وسائل اسے تناؤ سے مثبت طور پر نجات نہیں دلا سکے اور وہ آج پہلے سے زیادہ امراض کے چنگل میں ہے۔ فکر میں بنیادی تبدیلی غیر ضروری تناؤ سے نجات دلا سکتی ہے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

پیشگی ضمانت کے لئے مدت کا تعین نہیں کیا جاسکتا: سپریم کورٹ

سپریم کورٹ نے اپنے ایک اہم فیصلے میں کہا کہ گرفتاری کے خدشے کی بنیاد پر ملزم کو دی گئی پیشگی ضمانت کو طے مدت میں نہیں باندھا جا سکتا۔ جسٹس ارون مشرا کی صدارت والی پانچ رکنی آئینی بینچ نے کہا کہ اس طرح کی گرفتاری ضمانت سے پہلے سماعت پوری ہونے تک جاری رہ سکتی ہے۔ عدالت نے واضح کیا کہ عدالت کے ذریعہ سمن کئے جانے کے بعد بھی پیشگی ضمانت ختم نہیں ہوگی، حالانکہ اس بارے میں فیصلہ کرنے کے سلسلے میں عدالت آزاد ہوگی۔ آئینی بینچ نے کہا، "حالانکہ اس طرح کی راحت پولیس کو جانچ کرنے سے نہیں روکے گی۔" آئینی بینچ نے کہا کہ پیشگی ضمانت منظور کرتے وقت عدالت کو جن باتوں پر خصوصی توجہ دینی چاہئے ان میں متعلق شخص کا کردار، ثبوت سے چھیڑ خانی کرنے اور گواہوں کو متاثر کرنے کا خدشہ شامل ہے۔ اس طرح کی ضمانت کی شرطیں ہر ایک معاملے میں الگ ہوسکتی ہیں۔ آئینی بینچ میں جسٹس اندو بینرجی، جسٹس وینیت سرن، جسٹس ایم آر شاہ اور جسٹس ایس رویندر بھٹ شامل ہیں۔ آئینی بینچ نے سشیلا اگروال اور دیگر بنام دہلی حکومت کے معاملے میں گزشتہ سال 24 اکتوبر کو فیصلہ محفوظ رکھ لیا تھا۔ واضح رہے کہ 15 مئی 2018 کو جسٹس کورین جوزف، جسٹس ایم ایم شانتن گودر اور جسٹس نوین سنہا کی بینچ نے اس معاملے کو آئینی بینچ کو بھیج دیا تھا۔ (یو این آئی)

یوپی میں پولس بربریت سے الہ آباد ہائی کورٹ سخت ناراض

اتر پردیش میں گذشتہ ماہ دسمبر میں شہریت ترمیمی قانون کے خلاف ہونے والے احتجاج کے دوران پولس کارروائی کے خلاف داخل عرضی پر الہ آباد ہائی کورٹ نے اتر پردیش حکومت سے جواب طلب کیا ہے۔ شہریت ترمیمی قانون کے خلاف ہونے والے احتجاج کے دوران پولس کارروائی کے خلاف الہ آباد ہائی کورٹ میں ۷؍ عرضیاں داخل کی گئی تھیں۔ کورٹ نے انہیں عرضیوں پر سماعت کرتے ہوئے حکومت سے جواب طلب کیا ہے، اس ضمن میں داخل مفاد عامہ کی عرضیوں کی سماعت کرتے ہوئے چیف جسٹس گوند ماتھر اور جسٹس سدھارتھ ورما کی بینچ نے اپنے فیصلے میں ریاستی حکومت سے جواب طلب کیا ہے کہ ابھی تک کتنی شکایتیں درج کی گئی ہیں، کتنے لوگ زخمی ہوئے ہیں، ساتھ ہی عدالت نے مہلوکین کی پوسٹ مارٹم رپورٹ بھی طلب کی ہے۔ عدالت نے ریاستی حکومت کو ۷؍فروری تک جواب داخل کرنے کو کہا ہے، عرضی میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ مظاہرین پر پولس کے تشدد کے خلاف ایف آئی آر درج کرائی جائے اور ہائی کورٹ کے ریٹائرڈ جج یا ایس آئی ٹی سے معاملے کی جانچ کرائی جائے، ان کے مطابق پولس نے مظاہرین کے خلاف تشدد کا استعمال کیا ہے جس کی رپورٹ بیرون ممالک میڈیا میں بھی چھپی ہے جس سے ہندوستان کے شبیہ کو نقصان پہونچا ہے۔ (ہمارا سماج ۲۸؍جنوری ۲۰۲۰)

آئین کو کمزور کرنے کی سازش ہورہی ہے: سونیا

کانگریس کی صدر سونیا گاندھی نے ہفتے کے روز یوم جمہوریہ کے موقع پر ملک کے باشندوں کو مبارکباد دیتے ہوئے ملک کی معیشت اور روزگار کی صورتحال پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے الزام عائد کیا کہ ان تمام مسائل سے توجہ ہٹانے کے لیے ملک کو مذہب، زبان اور صوبائیت کے نام پر تقسیم کرنے کی سازش کی جارہی ہے۔ یوم جمہوریہ کے موقع پر پارٹی کی جانب سے پیغام میں محترمہ گاندھی نے کہا، معاشی بدانتظامی، انتظامی دیوالیہ پن، بے تحاشہ مہنگائی، چوطرفہ کساد بازاری، ناقابل برداشت بے روزگاری جیسے مسائل کی ناکامیوں سے توجہ ہٹانے کے لیے ملک کے باشندوں کو مذہب، علاقائیت اور ہندوستان کی بنیاد پر تقسیم کرنے اور آئین کو کمزور کرنے کی سازش کی جارہی ہے۔ ملک میں غیر معلنہ بد امنی، خوف اور عدم سلامتی کا ماحول پیدا کیا گیا ہے۔ عام شہری محسوس کر رہا ہے کہ موجودہ انتظامیہ کے ہاتھوں میں آئینی اقدار محفوظ نہیں ہیں۔ کانگریس کی صدر نے الزام عائد کیا کہ آج ملک کے آئین اور غیر آئینی اقدار پر سازش کے تحت حملے کیے جارہے ہیں۔ آئینی مسلمات پر منظّم طور پر حملہ کیا جارہا ہے اور آئینی اداروں کو ذاتی طور پر مطلق العنانیت پر قربان کیا جارہا ہے۔ ایسے میں آئین کے تحفظ کے لیے یکجہتی کے ساتھ کھڑا ہونا ہر شہری کا فریضہ ہے۔ ملک کی معاشی صورتحال پر تشویش ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ آج کسان اور کھیتی بربادی کے دہانے پر کھڑے ہیں۔ ملک کا مستقبل، ملک کا نوجوان، روزگار اور توقیر کے لیے در در کی ٹھوکریں کھانے کو مجبور ہے۔ مندی اور تالا بندی کے سبب چھوٹے، مجھولے تاجر اور دکاندار خود کو بے یار و مددگار محسوس کر رہے ہیں۔ (تاثیر ۲۷؍جنوری)

ملک کے لوگ آج ملک کے قانون کی حفاظت کا عہد کریں

یوم جمہوریہ کے موقع پر قائم مقام ناظم مولانا محمدشبلی قاسمی صاحب کا خطاب(جمع و ترتیب : مولانا محمد ریاض ارمان قاسمی)

آج ملک تاریکی اور اندھیرے کے دور سے گذر رہا ہے، ظلم کی گھٹا ٹوپ اندھیروں نے اس کا احاطہ کرر کھا ہے، ملک ناعاقبت اندیش حکمرانوں کے ہاتھوں میں ہے، ہزاروں، لاکھوں لوگوں کی قربانی کے بعد یہ ملک آزاد ہوا، جب ملک آزاد ہو گیا تو ایسے قانون کی ضرورت محسوس ہوئی، جو ملک کی جمہوریت کو مضبوط اور مستحکم رکھ سکے، ملک کے تمام باشندے محبت وخیر سگالی کے ماحول میں رہ کر آزادی وطن کا لطف لے سکیں، اس کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی، جس میں ملک کی تہذیب ومزاج، مختلف قوموں اور زبانوں، اسی طرح دنیا کے حالات وانقلابات، قوموں کی ترقی وپستی، عروج وزوال کی تاریخ پر گہری نظر رکھنے والے افراد تھے، اور جنہوں نے خود ملک کی آزادی کے لیے بڑی بڑی قربانیاں دی تھیں، ڈھائی سال کی جہد مسلسل اور لگن ومحنت کے ذریعہ ایک مسودہ قانون کا تیار کیا، اس کے لیے انہوں نے عالمی جمہوری قوانین کا گہرائی وگیرائی کے ساتھ مطالعہ کیا، تسلسل کے ساتھ لکھتے رہے مٹاتے رہے، پھر ملک اور ملک کے باشندوں اور یہاں کی مٹی کی خصوصیات کا پورا پورا خیال رکھتے ہوئے، اسے قانون کی شکل دیا، قانون کی ہر شق پر کھلی بحث ہوئی اور اسمیں ترمیم واضافہ کے بعد اس ملک کو ایک ایسا دستور ملا، جس کو ہم جمہوری دستور کہتے ہیں، اس کے نتیجے میں ملک کو جمہوری حکومت ملی جس کا مطلب ہے کہ ایسی حکومت جو عوام کی طرف سے عوام کی مرضی سے اور عوام کے فائدہ کے لیے ہو، آج ۲۶؍جنوری ہم اسی قانون کا جشن منانے کے لیے یہاں جمع ہیں، اور ہم ترنگا لہرا کر عید کی طرح خوشی منا رہے ہیں۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ جس ادارہ کے بینر تلے ہم یہ خوشی منا رہے ہیں، وہ صرف ایک ادارہ ہی نہیں، بلکہ ایک تحریک اور مشن ہے، جس کو ۱۹۲۱ء میں آزادی سے پہلے اس ملک کی پانچ سو سرکردہ شخصیات نے حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ کی قیادت اور مولانا ابوالکلام آزادؒ کے مشورہ کے بعد قائم کیا تھا، یہ وہ لوگ تھے، جنہوں نے اس ملک کی آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا، تاریخ کے اوراق میں ان کا نام مجاہدین آزادی کی فہرست میں سنہرے حروف سے لکھا ہوا ہے، حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ، گاندھی جی کے ساتھیوں میں تھے، اور گاندھی جی جن خاص لوگوں سے جنگ آزادی کے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے مشورہ لیا کرتے تھے، ان میں آپ کی بھی شخصیت نمایاں تھی بانی امارت شرعیہ نے ملک کو غلامی سے آزاد کرانے کیلئے سرگرم کردار ادا کیا، اپنے قیام کے روز اول ہی سے اس ادارہ نے ملک کے تمام لوگوں کو خوشحال بنانے، بامقصد زندگی گذارنے اور نہ صرف مسلمانوں بلکہ عام انسانوں کی فلاح کے لیے کام کیا۔

جب ہم آزادی وطن کا اکہتر واں جشن منا رہے ہیں اس موقع سے مجاہد آزادی امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانی علیہ الرحمہ کو بھی ہمیں یاد رکھنا چاہیے اور ان کے مقام وکام اور ملک کی آزادی اور اس کی ترقی واستحکام کے لیے دی گئی ان کی قربانیوں کو بھی یاد رکھنا چاہیے۔ ہم اپنے مجاہدین آزادی کو ضرور یاد رکھیں۔ ورنہ دنیا ہمیں سمجھ نہیں پائیگی، جب جنگ آزادی لڑی جارہی تھی، اس وقت موجودہ امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ العالی کے والد بزرگوار کو انگریزوں نے گرفتار کر کے سہارنپور کی جیل میں بند کر دیا تھا، اور قید بامشقت کی سزا دی، مٹی ملی ہوئی روٹی آپ کی غذا طے ہوئی اس وقت ان سے ملنے کے لیے حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ گیے، تو آپ کو معلوم ہوا کہ یہاں کھانا خراب مل رہا ہے، جس کی وجہ سے لوگوں کی طبیعت خراب ہو رہی ہے، جیل کا نگراں آپ سے متعارف تھا، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی جب جیل کے دروازہ پر آپ سے ملاقات ہوئی تو کہا کہ آپ کے کھانے کے بارے میں کہہ دیا ہے کہ اچھا کھانا دیا جائے، تو حضرتؒ نے فرمایا کہ اگر سفارش کر سکتے ہیں تو یہ سفارش کر دیجئے کہ مجھے ایسا ساتر لباس دیا جائے جس میں صحیح طور پر نماز پڑھ سکوں، کیوں کہ آپ کو قیدی والے لباس میں جیل میں رہنا ہوتا تھا اور وہ ایسا لباس تھا جس سے ستر پوشی بھی نہیں ہو پاتی تھی، آپ نے آگے فرمایا مجھے قید بامشقت اور کھانے کی تنگی کی کوئی پرواہ نہیں، اس طرح امارت شرعیہ کے اکابرین نے مشقتیں برداشت کیں اور ملک کو آزاد کرایا۔

حضرات ! امارت شرعیہ کی خوبی یہ ہے کہ ہر دور میں امارت شرعیہ کو مخلص اور اصحاب بصیرت قائدین میسر رہے، یہاں کبھی افراد کی کمی محسوس نہیں ہوئی، یہاں الحمد للہ ایسے قائدین ملے، جنہوں نے اپنے خلوص، ہمت اولوالعزمی، خداداد صلاحیت اور سوز دروں سے نہ صرف امارت شرعیہ بلکہ پورے ملک کو ترقی کی راہ دکھائی۔ بہت سے ادارے کھلتے ہیں، آگے بڑھتے ہیں اور چند دنوں میں پیچھے ہٹ جاتے ہیں، اور پھر کچھ دنوں بعد ان کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن امارت شرعیہ ۱۰۰؍سال سے چل رہی ہے، حالات جتنے مشکل آئے ہم اتنی ہی مضبوطی کے ساتھ آگے بڑھے ہیں، اور آئندہ بھی بڑھیں گے۔ آج بھی جن کی قیادت ہمیں حاصل ہے انہوں نے کسی کے سامنے اپنا سر کبھی نہیں جھکایا، اور قوم وملک کو آگے بڑھانے کے لیے جو کچھ ہو سکتا تھا وہ کام آپ نے کیا، اور کر رہے ہیں، ایمانی حمیت اور ملی غیرت کے ساتھ پوری توانائی اور فراست وبصیرت کے ساتھ وہ امارت شرعیہ اور قوم وملت کی قیادت فرما رہے ہیں، مجھے خوشی ہے کہ آج یہ ملک آزاد ہے، لیکن ملک بدقسمتی سے ملک ان کے ہاتھوں میں چلا گیا ہے، جو ترنگا کو نہیں مانتے، لیکن ہم ان کے منصوبے کو ہرگز کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ شرط یہ ہے کہ ہم اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں، اپنی قیادت پر بھروسہ رکھیں۔ اور اس ملک کے پسماندہ طبقات کو بھی ساتھ لے کر آگے بڑھیں۔

امارت شرعیہ کی آواز میں الحمد للہ اتنی طاقت اور اخلاص ہے کہ نہ صرف مسلمان بلکہ ملک میں جن لوگوں کو دبایا گیا، جن پر ظلم کیا گیا وہ آج ہمارے ساتھ ہیں، ابھی یہ طے پایا تھا کہ تمام اپوزیشن پارٹی کو ۲۴؍جنوری ۲۰۲۰ء کو جمع کیا جائے حضرت امیر شریعت نے آواز دی اور آپ نے دیکھا کہ ملک کی ۳۴؍سیاسی چھوٹی بڑی پارٹی کے قائدین اس موقع سے جمع ہوئے، ان کو بتایا گیا کہ یہ مسئلہ صرف مسلمانوں کا نہیں ہے بلکہ اس کی زد میں ایس سی ایس ٹی، او بی سی، شیڈول کاسٹ، شیڈول ٹرائب، جھگی جھونپڑی میں رہنے والے، سڑکوں اور پلیٹ فارم پر رہنے والے، خانہ بدوش، آشرم میں رہنے والی ہماری ماں اور بہنیں، اسی طرح وہ لوگ جو روزانہ کی بنیاد پر کمانے اور زندگی بسر کرنے والے ہیں وہ لوگ کہاں سے اپنی شہریت کو ثابت کر سکیں گے، اسی طرح سادھو سنت جو آشرموں میں بڑی تعداد میں رہتے ہیں، ان کے پاس کوئی کاغذات نہیں ہیں، وہ بھی ڈیٹینشن کیمپ میں جانے پر مجبور ہوں گے، لہذا یہ نہ کہا جائے کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ ہیں بلکہ یہ مسئلہ تمام کمزور طبقات کا ہے، جن کے ساتھ ہم کھڑے ہیں اسی طرح پورے ملک میں ہو رہے احتجاج میں صرف پارٹی کے لیڈران کی شرکت نہ ہو بلکہ وہ اپنے ساتھ اپنی ذات اور برادری کے لوگوں کو بھی احتجاج میں شامل رکھیں۔ سبھوں نے یک آواز اس تحریک کو منظم اور مضبوط کرنے اور شہر سے لے کر گاؤں تک اٹھانے کا عہد کیا۔

ہم نے مختصر وقت میں دو دن پہلے اعلان کیا، ایک آواز لگائی، اور انسانی زنجیر پورے صوبہ بہار کے چپہ چپہ میں اور گلی کوچوں تک میں بن گئی، جس کے لیے ہم نے ایک روپیہ خرچ نہیں کیا، سرکاری میشنری کا استعمال نہیں کیا، بلکہ صرف ایک آواز لگائی، تمام سیکولر پارٹیوں، مذہبی جماعتوں نے اس کی حمایت کی اور۔ لاکھوں عورتیں، بوڑھے، بچے اور نوجوان نے اس میں جوش وخروش کے ساتھ پرامن طریقہ پر حصہ لیا اور اسے تاریخ ساز اور ریکارڈ توڑ بنانے کا کام کیا، کسی طرح کی بدامنی نہیں ہوئی۔ ہمارے حوصلے بلند ہیں، ہم آگے بڑھیں گے اور عزت کے ساتھ آگے بڑھیں گے نہ ملک کے ترنگا جھنڈا کی آبرو لٹنے دیں گے، اور نہ اپنے لوگوں کے سر کو جھکنے دیں گے، ہم آخری وقت تک ان حالات کا مقابلہ کرتے رہیں گے۔ اس ملک کے قانون کی حفاظت کے لیے مرتے دم تک ہم اپنی کوشش جاری رکھیں گے، بالکل بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے، آج جیسے خوشی منانے کے لیے ہم کھڑے ہوئے ہیں، ایسے ہی آئندہ بڑھیں گے، جب تک ہمارے بھائیوں کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ آپ امن کے ماحول میں جی رہے ہیں، تب تک ہم اپنے مشن سے پیچھے نہیں ہٹیں گے اور اس سیاہ قانون کے خلاف ڈٹے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے آمین۔

بقیات

بقیہ مصیبت اور آزمائش.......... یہ اب بھی جاری ہے، شرط صرف یہ ہے کہ اللہ کے حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کو اپنی زندگی میں داخل کیا جائے، بدعملی اور بے عملی سے بچا جائے اور اس فرق کو ملحوظ رکھا جائے کہ گناہوں کی نحوست کی وجہ سے مصیبت آتی ہے اور اللہ سے قربت کی بنیاد پر آزمائش ہوتی ہے، ابتلاء کا یہ لفظ بعض ایسے موقع سے بھی استعمال ہوتا ہے، جو پہلے تو نیکوکار تھے، لیکن بعد میں بدنیتی کا شکار ہو گیے تو انہیں بھی آزمائش میں ڈال دیا گیا، اب جو اس میں پورے اتر گیے، اپنے موقف پر جمے رہیے، تحمل وبرداشت سے کام لیتے رہیے، جسے قرآن میں صبر سے تعبیر کیا گیا ہے، اللہ کا خوف ان کے دل میں باقی رہا تو اللہ رب العزت ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے، لیکن صبر اور تقویٰ آسان کام نہیں ہے، یہ بزدلوں سے انجام نہیں پاتا، قرآن کہتا ہے کہ یہ اولوالعزم لوگوں کا کام ہے۔ اس تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ ہم ظالم حکمرانوں کی طرف سے مصیبتوں میں مبتلا ہیں، اور یہ ہمارے اعمال ہیں، جس نے ہمارے اوپر انہیں مسلط کر دیا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اعمالکم، عمالکم، تمہارے اعمال ہی تم پر حکمراں بن کر مسلط ہو گیے ہیں، اعمال کی درستگی ہی سے یہ مصیبت دور ہوگی خوب یاد رکھنا چاہیے کہ احوال حکمرانوں کی وجہ سے نہیں آتے اعمال کی وجہ سے آتے ہیں، اعمال بدلیں گے تو احوال بدلیں گے۔ بات تلخ ضرور ہے، لیکن حق ہے کہ اسباب کے درجہ میں جو دھرنا، احتجاج اور مظاہرے ہم کر رہے ہیں، ان کے مسلم شرکاء میں کتنے ہیں، جو اس شور وہنگامہ میں نماز کی پابندی کرتے ہیں، اور کس قدر وہ دوسرے احکام کا پاس لحاظ رکھتے ہیں، ظاہر ہے اکثر وبیشتر لوگوں کے بارے میں اس کا جواب نفی میں ہی ملے گا، اللہ کی نافرمانی کے ساتھ اللہ کی نصرت کی توقع عادت اللہ اور سنت اللہ نہیں ہے، فضل، عفو کا معاملہ دوسرا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بڑی پیاری بات اللہ نے نقل کی ہے، انہوں نے فرمایا کہ اے اللہ اگر تو نہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو، تو غالب حکمت والا ہے۔ آج ضرورت اللہ کے اس فضل کو طلب کرنے کی ہے، بداعمالی اور بے عملی سے توبہ کرنے کی ہے، اللہ کی طاقت وقوت اور نصرت ومدد کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی ہے، اسی لیے مفکر اسلام حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی ہدایت ہے کہ ہر دن ایک سو بار **استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیه** کا ورد کر کے گناہوں سے مغفرت چاہی جائے اور پانچ سو بار **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** کا ذکر کر کے اللہ کی قوت وطاقت کو اپنی طرف متوجہ کیا جائے، شریعت کی پابندی اور نمازوں کے اہتمام کے ساتھ اس کو بھی کرنے کا التزام واہتمام کیجئے، بہت ساری جگہوں بشمول امارت شرعیہ اور خانقاہ رحمانی میں یہ اہتمام کیا جا رہا ہے، آپ بھی شروع کر دیجئے یقین ہے ہم مصیبتوں کے اس دور سے نکل جائیں گے۔

بقیہ امت دعوت.......... کے درپے ہیں اور دن بدن ان کے اثرات بڑھ رہے ہیں، ان کے بڑھتے اثرات کو روکنا وقت کی ضرورت ہے، اس کی اہمیت یہاں کے دستور وقوانین کے تحفظ کے نقطۂ نظر سے بھی ہے، ہندوستان کی بڑی آبادی اس کام میں ہمارا ساتھ دے سکتی ہے، شرط یہ ہے کہ ہم ان رشتوں کو جانیں پہچانیں اور عملی طور پر اس کو برتیں، بھائی چارے اور امت دعوت کے رشتہ کو دوسرے سارے رشتوں کی طرح پائیدار بنائیں، ہمیں اس کے لیے اپنی جدوجہد تیز کرنی چاہیے۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۲۰/۲۲۹/۱۴۴۰ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ شکر پور بھروارہ)

شائستہ بیگم بنت محمد خورشید عالم مرحوم مقام بھپورہ ڈاکخانہ بھوانی پور ضلع دربھنگہ۔ فریق اول

بنام

محمد ضمیر ل ولد محمد ہاشم مقام برہم پورہ ڈاکخانہ بھوانی پور ضلع دربھنگہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ شکر پور بھروارہ ضلع دربھنگہ میں عرصہ تقریبا ایک سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۵؍رجب المرجب ۱۴۴۱ھ مطابق ۱؍مارچ ۲۰۲۰ء روز اتوار بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

این پی آر پر وزیر اعلیٰ بہار کے بیان کا استقبال ہے، تحریک جاری رہے گی: حضرت امیر شریعت

امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے وزیر اعلیٰ بہار شری نتیش کمار کے این پی آر کے تعلق سے حالیہ بیان کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم وزیر اعلیٰ بہار کے اس بیان کا استقبال کرتے ہیں کہ این پی آر کے فارم میں وہی سوالات ہونے چاہئیں جو ۲۰۱۰ء میں تھے۔ اگر وزیر اعلیٰ بہار کی کوشش سے ایسا ہوجاتا ہے اور این پی آر میں ۲۰۱۰ء کے سوالات میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا ہے تو اس ملک کے لوگوں کو بڑی آسانی ہوجائے گی۔

خیال رہے کہ وزیر اعلیٰ بہار نے کل پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ این پی آر کے فارم میں نئے سوالات شامل کرنے سے لوگوں میں کنفیوزن پیدا ہوا ہے، خاص کر ماں باپ کی تاریخ پیدائش اور جائے پیدائش پوچھنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ اس لیے این پی آر اسی طرح ہونا چاہئے جیسے ۲۰۱۰ء میں ہوا تھا، اس میں کسی نئے سوال کا اضافہ نہیں ہونا چاہئے۔ امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے مزید کہا کہ واضح بات ہے کہ ملک میں پیدائش اور موت کے رجسٹریشن کا قانون ۱۹۶۹ء میں بنا ہے اور اس کا نفاذ ۱۹۸۵ء میں ہوا ہے اس لیے مرکزی حکومت کا ۱۹۸۵ء سے پہلے پیدا ہونے والے لوگوں کی تاریخ پیدائش معلوم کرنا اور ان کا برتھ سرٹیفکٹ مانگنا قانون کے مطابق نہیں ہے، نیز خلاف واقعہ بھی ہے۔ اگر وزیر اعلیٰ بہار کی کوششوں سے اضافی چیزوں کا خاتمہ ہوجائے تو یہ ایک حقیقت پسندانہ قدم ہوگا۔

حضرت امیر شریعت نے یہ بھی کہا کہ سی اے اے، این پی آر اور این آر سی کے خلاف جو تحریک چل رہی ہے وہ چلتی رہے گی، سب لوگوں کو مل کر اس کو طاقت ور بنانا چاہئے۔ سی اے اے ملک مخالف اور آئین مخالف معاملہ ہے اور این آر سی کو مرکزی حکومت پورے ملک پر زبردستی لادنا چاہتی ہے اسی طرح این پی آر میں اضافی سوالات کسی طرح بھی صحیح نہیں ہیں۔ اس لیے سی اے اے، این پی آر اور این آر سی کے خلاف تحریک پوری طاقت کے ساتھ جاری رہے گی۔ امارت شرعیہ، اس کے ارکان اور اس سے تعلق رکھنے والے لوگ مختلف جماعتوں کے ساتھ مل کر اس تحریک کو مضبوط کرتے رہیں گے۔

۱۰؍فروری کو ہر ضلع کے ہیڈ کوارٹر پر ہوگا دھرنا: متفقہ فیصلہ

بہار خصوصی طور پر اور عمومی طور پر پورے ملک میں سی اے اے، این پی آر اور این آر سی کے خلاف لڑائی کو متحد و منظّم بنانے، اور اس کو پوری مضبوطی کے ساتھ پورے ملک میں پھیلانے کی حکمت عملی تیار کرنے کی غرض سے بہار کی این ڈی اے مخالف سیاسی پارٹیوں کی ایک اہم میٹنگ مورخہ ۲۸؍جنوری کو امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی، سی پی آئی کے ستیہ نارائن سنگھ، رالوسپا کے قومی صدر اپیندر کشواہا، جن ادیکھار پارٹی کے قومی صدر راجیش رنجن عرف پپو یادو، بام سیف کے ریاستی صدر رام لگن مانجھی، کرشن دیو یادو ریاستی صدر کسان مہا سبھا و لیڈر بھا کپا مالے، اور ابھیودے ممبر مرکزی کمیٹی بھا کپا مالے، وی آئی پی کے قومی صدر مکیش سہنی اور ریاستی ذمہ دار سنتوش کشواہا، آنند مدھوکر یادو وی آئی پی، سابق وزیر اور شہید جگ دیو سینا کے قومی صدر ناگمنی، ہم کے ریاستی صدر بی ایل بنستری، آر ایل ایس پی کے فضل امام ملک اور ای روشن راجا، جن ادھیکار پارٹی کے اعجاز احمد اور بھا کپا مالے کے کنال جی کے علاوہ دیگر لوگ بھی شریک ہوئے۔

حضرت امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ سی اے اے، این پی آر اور این آر سی کی لڑائی سب کی مشترکہ لڑائی ہے اور اس کو این ڈی اے مخالف سبھی پارٹیوں کو مل کر لڑنا ہے۔ یہ بات حقیقت ہے کہ مسلمان پوری طرح اس لڑائی میں ہیں اس کی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو ان تینوں قانون کے خطرات اور مستقبل کے اندیشوں سے امارت شرعیہ نے پوری طرح واقف کرایا ہے، غیر مسلموں کے اندر ابھی پوری بات نہیں پہونچی ہے، اس لیے وہ پوری طرح میدان میں نہیں ہیں، اس لیے ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ سب کے اندر واقفیت پیدا کریں۔ آر ایل ایس پی کے صدر اپیندر کشواہا نے کہا کہ جو کام سیاسی جماعتوں کو کرنا چاہئے، وہ آج امارت شرعیہ کررہی ہے، این ڈی اے کی یہ کوشش ہے کہ اس مسئلہ کو مذہبی بنیاد پر بانٹ دیا جائے اور اس کو ہندو مسلم کا مسئلہ بنا دیا جائے، اس لیے ہمیں ان کی حکمت عملی کے مقابلہ میں اپنی الگ حکمت عملی بنانی ہوگی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ کامن ایجنڈا پر سبھی پارٹیوں کو اکٹھا ہونا چاہئے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ بی جے پی کی کوشش ہے کہ بنیادی مدوں سے ملک کو بھٹکا دیا جائے، اس لیے ہمیں بنیادی مدوں کو بھی سامنے لانا ہے۔ شری پپو یادو نے کہا ہے کہ آج سارا دلت اور مائنورٹی ذہنی اور جسمانی طور پر سی اے اے این پی آر اور این آر سی کے خلاف ہو چکا ہے، ہمیں ضرورت ہیکہ دوسرے طبقہ کو بھی سامنے لایا جائے۔ ستیہ نارائن سنگھ نے کہا کہ لیفٹ کا اسٹینڈ بالکل واضح ہے کہ ہم ان تینوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور ان کے مخالف ہونے والے ہر پروگرام کی حمایت کرتے ہیں۔ مکیش سہنی قومی صدر وی آئی پی نے بھی کہا کہ مشترکہ پروگرام میں وہ ساتھ ہیں۔ اس میٹنگ میں مولانا محمد شبلی قاسمی، رام لگن مانجھی، ناگمنی جی، کے ڈی یادو، بی ایل بستری اور ابھیودے جی نے بھی اپنی رائے رکھی اور مل کر لڑائی لڑنے پر اتفاق کا اظہار کیا۔ اس میٹنگ میں متفقہ طور پر یہ بات طے ہوئی کہ ایک کوآرڈینیشن کمیٹی کی تشکیل دی جائے اور اس کے تحت پورے صوبے میں سی اے اے، این آر سی اور این پی آر کے خلاف لڑائی لڑی جائے۔ یہ بات بھی طے ہوئی کہ اپنی لڑائی میں بنیادی مدوں کو بھی شامل کیا جائے اور سی اے اے نہیں تعلیم، این آر سی نہیں روزگار اور این پی آر نہیں صحت کا نعرہ عام کیا جائے۔ ۱۰؍فروری کو بہار کے ہر ضلع ہیڈ کوارٹر پر سبھی پارٹیوں کی جانب سے مشترکہ طور پر دھرنا دینے کا بھی فیصلہ کیا گیا۔ اسی کے ساتھ یہ بھی فیصلہ ہوا کہ بام سیف کی جانب سے سی، اے، اے، این، آر سی اور این پی آر کے خلاف مورخہ ۲۹؍جنوری ۲۰۲۰ء کو بھارت بند میں سبھی پارٹیاں شامل ہوں گی۔ میٹنگ میں شریک سبھی پارٹیوں کی جانب سے امیر شریعت کو کوآرڈینیشن کمیٹی تشکیل دینے کا اختیار دیا گیا۔

مولانا صغیر احمد صاحب رحمانی اور پروفیسر عبدالغفور صاحب کے انتقال پر امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں تعزیتی نشست

علمی حلقوں میں یہ خبر باعث افسوس ہے کہ بہار کے ممتاز عالم دین اور جامعہ رحمانی مونگیر کے سابق استاذ حدیث، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن حضرت مولانا صغیر احمد رحمانی ۲۶؍جنوری ۲۰۲۰ء کو اپنے آبائی وطن بکھیلی ضلع سوپول میں رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون نیز بہار کے قد آور سیاسی لیڈر سابق وزیر حکومت بہار جناب پروفیسر عبدالغفور صاحب کا انتقال بھی سیاسی وملی حلقوں کے لیے بڑا سانحہ ہے۔ امارت شرعیہ میں دونوں شخصیتوں کے سانحہ ارتحال پر ایک تعزیتی نشست کا انعقاد کیا گیا۔ امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ نے ان دونوں علمی وملی شخصیات کے سانحہ ارتحال پر گہرے دکھ اور صدمے کا اظہار کیا اور مغفرت و بلندی درجات کی دعا کی۔ مولانا صغیر احمد رحمانی جامعہ رحمانی مونگیر سے فراغت کے بعد عرصہ تک جامعہ رحمانی کے استاذ رہے، حدیث وفقہ کی معیاری کتابیں پڑھائیں اور کامیاب معلم کی حیثیت سے مقبول ومحبوب ہوئے، آپ امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانی کے تربیت یافتہ علماء میں تھے، اللہ نے انہیں متنوع صلاحیتوں سے نوازا تھا، درس وتدریس کے ساتھ انتظامی امور کو بھی بحسن وخوبی انجام دینے کے ساتھ قومی وملی سرگرمیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے، امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے رکن شوری، نیز آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے بھی سرگرم ممبر تھے اور برابر ان اداروں کی میٹنگ میں شرکت فرماتے تھے، اللہ نے انہیں زبان وقلم کی نعمت سے بھی نوازا تھا بہت دلنشیں خطاب فرماتے اور علمی وتحقیقی مضامین بھی لکھتے تھے، ادھر چند ماہ سے علیل چل رہے تھے، کہ رب کائنات سے جا ملے۔ ان کے انتقال پر امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا ایک کامیاب معلم ومنتظم تھے ایک زمانہ تک جامعہ رحمانی کے استاذ رہے، امارت شرعیہ سے بھی گہرا تعلق تھا، برابر یہاں کی میٹنگوں میں تشریف لاتے اور مضبوط ومفید رائے دیتے، ان کا انتقال جامعہ رحمانی کے ساتھ امارت شرعیہ کے لیے بھی بڑا حادثہ ہے، آپ عمدہ خطیبانہ صلاحیت کے مالک تھے، آپ حضرت امیر شریعت رابعؒ کے دست راست تھے آپ نے چالیس سال تک تدریسی خدمت انجام دی، انتظامی صلاحیت بھی خداداد معلوم ہوتی تھی، ناموس مدارس اسلامیہ کنوینشن کے آپ انتظامی سکریٹری تھے آپ نے اس کنوینشن کو کامیاب بنانے میں بہت محنت کی، یہ پروگرام بے انتہاء کامیاب رہا اور اس کے دوررس نتائج محسوس کیے گئے۔ دوسری اہم شخصیت بہار کے قد آور سیاسی رہنماء، راشٹریہ جنتا دل کے ایم ایل اے جناب پروفیسر عبدالغفور صاحب کا بھی مختصر علالت کے بعد ۲۸؍جنوری ۲۰۲۰ء کو دہلی کے ایک پرائیوٹ اسپتال میں انتقال ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پروفیسر صاحب ضلع سہرسہ کے موضع بوہروا کے باشندہ تھے، پٹنہ یونیورسیٹی سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۸۲ء میں پاروتی سائنس کالج میں مدھے پورہ میں اردو کے پرفیسر منتخب ہوئے، وہ طالب علمی کے زمانے سے ہی جے پی تحریک سے متاثر تھے، اس لئے سیاست کی طرف متوجہ ہوئے، اور مہیشی اسمبلی حلقے سے راجد کے ٹکٹ پر چار مرتبہ ایم ایل اے منتخب ہوئے، انہوں نے اقلیتی امور کے وزیر اور حج کمیٹی کے چیرمین کی حیثیت سے بھی ملی وسماجی امور انجام دیے، وہ بہار میں اپنی صاف ستھری سیاست کی وجہ سے ہر دل عزیز رہے، امارت شرعیہ اور یہاں کے اکابر سے ان کا عقیدت مندانہ تعلق رہا ہے، یہاں کی میٹنگوں، کانفرنسوں، اور عام اجلاس میں برابر شرکت کرتے تھے، امارت شرعیہ کے بیشتر اصحاب سے ان کا بڑا گہرا ربط رہتا تھا، یہاں کے علماء بھی ان کی قدر کیا کرتے تھے، خانقاہ رحمانی مونگیر اور حضرت امیر شریعت مدظلہ سے بھی عقیدتمندانہ تعلق تھا، سالانہ مجلس فاتحہ اور دیگر پروگراموں میں شریک ہوا کرتے تھے، بلاشبہ ان کے انتقال سے بہار ایک ممتاز سیاسی رہنما سے محروم ہوگیا، انہوں نے صاف ستھری سیاست کی مثال قائم کی، اپنی سیاسی صلاحیت کو صالحیت کے ساتھ استعمال کیا، اور پوری زندگی صالح قدروں کے فروغ کے لیے کوشاں رہے۔ ان دونوں حضرات کی مجلس تعزیت میں امارت شرعیہ کے سبھی ذمہ داروں اور کارکنان نے شرکت کی اور دلی تعزیت کا اظہار کیا نیز مرحومین کے لیے مغفرت وبلندی درجات اور پسماندگان کے لیے صبر و استقامت کی دعا کی۔ مولانا عبدالجلیل صاحب قاسمی قاضی شریعت کی دعا پر تعزیتی نشست کا اختتام ہوا۔

بھارت بند کو کامیاب کرنے پر عوام کو مبارک باد: امارت شرعیہ

بام سیف (بہوجن کرانتی مورچہ) کی آواز پر این ڈی اے مخالف تمام سیاسی وغیر سیاسی پارٹیاں اور ملی جماعتوں کی حمایت اور امارت شرعیہ کی خصوصی دلچسپی اور تحریک پر ۲۹؍جنوری ۲۰۲۰ء کو ہونے والا بھارت بند بالخصوص امارت شرعیہ کے زیر اثر ریاستوں بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ میں کافی کامیاب رہا۔ امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی صاحب نے پورے ملک کی عوام خاص طور پر ان ریاستوں کی عوام کو مبارک باد دی ہے، آپ نے ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس مہم میں اپنی ملازمتوں سے چھٹی لی، اپنی دکانوں کو بند رکھا، اور اپنے ضروری اور اہم کاموں کو مؤخر کیا، اور ملک بچانے کی اس مہم میں تندہی کے ساتھ شریک ہوئے، انہوں نے یہ بھی کہا کہ امارت شرعیہ میں بہار کی سیکولر سیاسی اور غیر سیاسی پارٹیوں کی دو اہم میٹنگیں ہوئیں، جس میں درجنوں چھوٹی بڑی سیاسی پارٹیوں ودینی وملی جماعتوں نے متفقہ طور پر ۲۵؍جنوری کے انسانی زنجیر اور ۲۹؍جنوری کے بھارت بند کی حمایت کا اعلان کیا تھا، الحمدللہ دونوں مشن کافی کامیاب رہا، انسانی زنجیر میں بھی کروڑوں لوگوں نے ہزاروں کیلومیٹر لمبی انسانی زنجیر بنا کر سی اے اے، این آر سی، و این پی آر کے خلاف اپنی آواز بلند کی اور ۲۹ جنوری کو پورے بھارت میں ملک کی رفتار کو روک کر اپنا احتجاج درج کرایا، ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت تک احتجاج کی یہ مضبوط آواز ضرور پہونچی ہوگی اور ہمیں پوری امید ہے کہ وہ ان آوازوں کو سنیں گے اور عوام کی سی اے اے مخالف رائے آجانے کے بعد اس قانون کو واپس لیں گے اور این پی آر کے ذریعہ عوام کو حکومت پریشان نہیں کریگی اور این پی آر پر بھی فوری روک لگائے گی۔ مولانا موصوف نے اپنے بیان میں اس مشترکہ تحریک کو اس وقت تک جاری رکھنے کے عزم کا اظہار کیا جب تک کے یہ سیاہ قانون کو واپس لینے پر مجبور نہ ہوجائے۔

Volume:60/70, Issue: 05 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

یہ ظلم دیکھئے کہ گھروں میں لگی ہے آگ
اورحکم ہے مکین نکل کر نہ گھر سے آئیں
(محسن زیدی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

اللہ کے بندوں کے کام آئیں

مولاناندیم احمد انصاری

زمانہ جوں جوں مادّی ترقی کرتا جارہا ہے، آپسی محبت وتعاون کا جذبہ سرد پڑتا جارہا ہے۔ ہر انسان کوئی بھی کام کرنے سے پہلے یہی سوچتا نظر آتا ہے کہ اس میں میرا کیا فائدہ ہے؟ اور اکثر وبیش تر کے نزدیک فائدے سے مراد مختصر دنیوی نفع ہے، جس کام میں انھیں کوئی نفع نظر نہیں آتا، اس میں انھیں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی، خواہ اس پر اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کتنے ہی ثواب کے وعدے اور بشارتیں کیوں نہ ہوں۔ بات صرف اتنی نہیں کہ ہم برے وقت میں کسی کے کام نہیں آتے، حد تو یہ ہے کہ اپنے مفاد کے لیے ہم کسی کو تکلیف پہنچانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ کام آنے کا معاملہ یوں ہے کہ آج کے دور میں کوئی زیادہ نرم دل ہو تو فون اور میسیج پر حال چال پوچھ لیتا ہے اور بس، اب وہ لوگ نایاب ہیں جو کسی کی ضرورت کے وقت اس کے ساتھ کھڑے رہتے تھے۔ ہاں کسی کو مصیبت میں دیکھ کر ویڈیو بنانے کے لیے کھڑے رہنے والے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، اس لیے کہ ان کے نزدیک یہی سب سے بڑی خدمت ہے!

اسلام کا مطالعہ کرنے والا ہر طالبِ علم جانتا ہے کہ قرآن واحادیث میں باہم تعاون یعنی ایک دوسرے کے کام آنے کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک عمل سے اس کی عمدہ مثالیں پیش کی ہیں۔ مگر افسوس آج ہم مسلمانوں کو اس کی فکر نہیں! ہر آدمی اپنی زندگی میں مست ہے، نہ کسی کو کسی کے دکھ درد میں کام آنے کی فرصت ہے اور نہ اپنی طرف سے نقصان پہنچنے سے بچانے کی پروا۔ اصل تو یہی تھا کہ دوسروں کے کام آتے، ورنہ کم سے کم اُنھیں اپنے شر سے محفوظ ہی رکھتے! اس کا سبب یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں، ان کے ذہنوں سے اس کی اہمیت وحقیقت محو ہوتی جارہی ہے۔ وہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کو تو عبادت سمجھتے ہیں، لیکن اللہ و رسول کی رضا کے لیے کسی کی خدمت، مدد اور تعاون اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ حسنِ سلوک کو شاید عبادت اور نیکی نہیں سمجھتے، یا ذہنی طور پر اسے نیکی سمجھتے بھی ہیں تو کم از کم عملی طور پر اس کا ثبوت پیش کرنے کو ضروری نہیں سمجھتے۔

مسلم شریف میں حدیث موجود ہے؛ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مومن سے دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی اللہ اس کے آخرت کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کرے گا، اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ دنیا وآخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اللہ بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا ہوا ہے۔ (ترمذی، مسلم) کیوں نہ ہو، جب کہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وحی نازل ہونے پر اپنے محبوب رسولؐ کی حالت غیر ہوتے ہوئے دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن الفاظ میں ہمت بندھوائی تھی اور آپ کے جن اوصاف کا خصوصیت سے ذکر کیا تھا، من جملہ ان کے دوسروں کے کام آنا بھی ہے۔ وہ فرماتی ہیں: اللہ کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا! آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، ناتوانوں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں، محتاجوں کے لیے کماتے ہیں، مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی راہ میں مصیبتیں اٹھاتے ہیں۔ (بخاری) اور باری تعالیٰ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے: لَقَد کَانَ لَکُم فِی رَسُولِ اللّٰہِ اسوَۃ حَسَنَۃ لِّمَن کانَ یَرجو اللّٰہَ وَالیَومَ الآخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیرًا۔ یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بہ کثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔ (الاحزاب)

مسلم شریف میں عبدالرحمٰن بن شماسہ سے روایت ہے، انھوں نے منبر پر سے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے، کسی مومن کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرے، اور نہ اپنے بھائی کے پیغامِ نکاح پر نکاح کا پیغام بھیجے، یہاں تک کہ وہ (خود اسے) چھوڑ دے۔ (مسلم) یہ کوتاہی تو ہمارے معاشرے میں اس قدر عام ہے کہ جس کی انتہا نہیں، غضب یہ ہے کہ اسے برا بھی نہیں سمجھا جاتا۔ ایک شخص معاملہ کر رہا ہوتا ہے، دوسرا شخص خبر ملتے ہی اس سے بہتر آفر (offer) دے کر راتوں رات مال پر قبضہ کر لیتا ہے۔ نیز اس روایت میں گو کہ مومن کا لفظ وارد ہوا ہے، لیکن دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے کام آنے اور اسے اپنے شر سے بچانے کا حکم عام ہے، خواہ مومن ہو یا غیر مومن۔ اس لیے کہ اسلامی تعلیمات کا اصل رخ یہی ہے کہ امن وآشتی کی فضا عام کی جائے۔

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ (الحجرات) ایک مقام پر فرمایا گیا: اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک مرد (باپ) اور ایک عورت (ماں) سے پیدا کیا ہے۔ (الحجرات) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں: میں اِس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تمام انسان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ (ابوداؤد) اسی لیے انسانی وایمانی اخوت ہمیں اس کا پابند کرتی ہے کہ ہم دوسروں کے کام آئیں، کیوں کہ وہ ہمارے اپنے بھائی ہیں۔ صحیحین کی روایت ہے؛ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ میں نے پوچھا: کس قسم کا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بہت زیادہ بیش قیمت ہو اور اس کے مالکوں کو بہت پسند ہو۔ میں نے پوچھا: اگر میں یہ نہ کر سکوں؟ آپ نے فرمایا: کسی ہنر مند کی مدد کرو یا کسی بے ہنر کے لیے کام کر دو! انھوں نے پوچھا: اگر میں یہ بھی نہ کر سکوں تو؟ آپ نے فرمایا: لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھو (یعنی ان کے کام نہیں آسکتے تو کم سے کم ان کو کسی قسم کا نقصان پہنچانے سے باز رہو)، اس لیے کہ وہ بھی ایک صدقہ ہے جو تم اپنے آپ پر کرتے ہو۔ (بخاری، مسلم) یہ حدیث اس باب میں نہایت صریح ہے، جو کہ کلّیے کے طور پر پیش کی جاسکتی ہے۔ نیز اس میں مسلم وغیر مسلم کی بھی کوئی قید نہیں، جیسا کہ النَّاسَ کا لفظ بتا رہا ہے، جس سے اس کی آفاقیت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے، اور جب عام انسانوں کے متعلق یہ ارشاد ہے، تو جو اپنے ہوں اور جن کا کوئی حق ہم سے وابستہ ہو، تو ان کے حق میں یہ حکم مزید تاکیدی ہوگا یعنی استاذ، والدین، رشتے دار، دوست احباب وغیرہ۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ظالم یا مظلوم بھائی کی مدد کرو! لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مظلوم کی مدد کرنا تو سمجھ میں آتا ہے، لیکن ظالم کی کس طرح مدد کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا ہاتھ پکڑ لو (یعنی اس کو ظلم سے روک دو)۔ (بخاری) اس حدیث سے بھی ہر حال میں اپنے بھائی کی مدد کرنا لازم آتا ہے، ظالم ہے تو اسے ظلم سے روکنے کی ہر ممکن کوشش کرنا اور مظلوم ہے تو اسے ظلم سے بچانا ہی ان کی مدد ہے۔ جو حال بھی ہو، ہمیں اپنے بھائی کی مدد کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔ رہا یہ امر کہ کن کن معاملوں میں مدد وتعاون پیش کیا جائے اور کن امور میں دامن بچایا جائے، اس کی صراحت خود باری تعالیٰ نے فرمادی، جیسا کہ ارشاد ہے: اور نیکی اور تقوے میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو، اور گناہ اور ظلم میں تعاون نہ کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔ (المائدہ)

بہ طور سبق اس حدیث کو ہمیشہ ذہن میں رکھیں؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام لوگوں میں وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے جو لوگوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہچانے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نیکی یہ ہے کہ تم کسی مسلمان کی زندگی میں خوشی لاؤ، یا اس کی تکلیف و پریشانی دور کرو، یا اس کے قرض کی ادائیگی کا انتظام کرو، یا اس کی بھوک کو ختم کرو، اور میں اپنے کسی مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس کے ساتھ (کچھ وقت) چلنے کو مسجد میں دو مہینے اعتکاف کرنے سے بہتر سمجھتا ہوں، اور جس کسی نے اپنا غصہ روک لیا، اللہ تعالیٰ اس کی ستر پوشی فرمائے گا، اور جس کسی نے انتقام و بدلہ لینے کی طاقت رکھتے ہوئے بھی معاف کر دیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دل کو غنا سے بھر دے گا، جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی کوئی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس کے ساتھ چلا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے قدموں کو (پُل صراط پر) پھسلنے (اور جہنم میں گرنے) سے بچائے گا اور ثابت قدم رکھے گا، اور برے اخلاق ساری نیکیوں کو ایسے خراب کر دیتے ہیں جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ (صحیح الجامع الصغیر للالبانی)

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔
Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید و دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)